اشاعت کا بتیسواں سال
32
THIRTY TWO YEARS OF PUBLISHING

فروری
۲۰۲۳ء

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.) www.armughan.net

جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah

₹25/-

ماہنامہ

ولی اللہ

ارمغان

جلد ۳۲ شمارہ ۲ فروری ۲۰۲۴ء مطابق رجب ۱۴۴۵ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاہر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھا رون مظاھری

مدیر

وصی سلیمان ندوی

پتہ

دفتر ارمغان

پُھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-9528157838

9548893624 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ

موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے

❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھُلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ) توحید کی امانت.....	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کی فکر کیجئے	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۵
☆	اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر	مولانا محمد کلیم صدیقی	۹
☆	امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	حضرت مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی	۱۵
☆	دینی وتہذیبی شناخت کی حفاظت...	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۱
☆	حقوق کا مطالبہ اور ذمہ داریوں سے غفلت	مولانا قمر الزماں ندوی	۲۷
☆	غزل	جناب ڈاکٹر جمیل مانوی	۲۹
☆	مسجد میں غیر مسلموں کا داخلہ	امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ	۳۰
☆	موجودہ حالات میں عصری تقاضوں کی ضرورت	سالم فاروق ندوی	۳۴
☆	غزل	جناب سرفراز بزمی	۳۷
☆	خبروں کی دنیا	محمد سعد ادریس قریشی قاسمی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **فروری** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ملک کے موجودہ حالات کا ایک سرسری نظارہ بھی یہ بتادینے کے لئے کافی ہے کہ ملت اسلامیہ پر اس وقت بہت نازک وقت آپڑا ہے، اور اس کا اپنا تشخص، اپنا وجود، اور بنیادی دینی چیزیں بھی خطرہ کی زد پر ہیں، وہ مسلمان جو پوری دنیا کو شرک سے بچانے اور عقیدہ توحید کی دولت بانٹنے کے لئے تھا، اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے۔ اس ہمہ ہمی اور ہنگامہ میں کتنے نام کے مسلمانوں کے چہرہ کی نقاب اتر گئی ہے، اور توحید کی جگہ شرک و بت پرستی کی بے جا حمایت کے مظاہرے دکھائی دینے لگے ہیں، ابھی کچھ دنوں قبل تک یہ غم تھا کہ ہماری مسلم بچیاں غیروں کے ساتھ شادیاں رچارہی ہیں، اور اپنے دین وایمان کا سودا کر رہی ہیں، اب صورت حال یہ ہے کہ چاہے چھوٹے پیمانہ پر سہی ہماری قوم میں توحید کا شعور رخصت ہوگیا ہے، اور شرک کی قباحت، اور اسے گھن سمجھ کر دامن بچا کر نکل جانے کا جذبۂ ایمانی ختم ہوگیا ہے، اور رواداری کی ایسی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، جس کی کم از کم اسلام جیسے حساس مذہب میں ہرگز گنجائش نہیں۔ اور جس کی توقع ملت کے فرزندوں اور اس کی بیٹیوں سے نہیں کی جاسکتی ہے۔

اسلام میں عقیدہ توحید بہت حساس اور بنیادی ضرورت ہے اس بارے میں حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''عقیدۂ توحید جو اسلام کا سب سے پہلا بنیادی عقیدہ ہے، یہ صرف ایک نظریہ نہیں؛ بلکہ انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانے کا واحد ذریعہ ہے۔ جو انسان کی تمام مشکلات کا حل، اور ہر حالت میں اس کے لیے پناہ گاہ اور ہر غم وفکر میں اس کا غم گسار ہے۔ کیوں کہ عقیدہ توحید کا حاصل یہ ہے کہ عناصر کے کون وفساد اور ان کے سارے تغیرات صرف ایک ہستی کی مشیت کے تابع اور اس کی حکمت کے مظاہر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب یہ عقیدہ کسی کے قلب ودماغ پر چھا جائے اور اس کا حال بن جائے تو یہ دنیا ہی اس کے لیے جنت بن جائے گی۔ سارے جھگڑے فساد اور ہر فساد کی بنیادیں ہی منہدم ہوجائیں گی۔ اس عقیدہ کا مالک ساری دنیا سے بے نیاز، ہر خوف وخطر سے بالاتر زندگی گزارتا ہے؛ مگر ظاہر ہے کہ توحید محض کا زبانی اقرار اس کے لیے کافی نہیں؛ بلکہ سچے دل سے اس کا یقین اور استحضار ضروری ہے؛ کیوں کہ توحید خدا······ واحد دیدن بود، نہ واحد گفتن.....

کلمہ لا الہ الا اللہ کے پڑھنے والے تو آج دنیا میں کروڑوں ہیں اور اتنے ہیں کہ کسی زمانے میں اتنے نہیں ہوئے؛ لیکن عام طور پر یہ صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ توحید کا رنگ ان میں رچا نہیں ورنہ ان کا بھی وہی حال ہوتا جو پہلے بزرگوں کا تھا کہ نہ کوئی بڑی سے بڑی قوت وطاقت ان کو مرعوب کرسکتی تھی اور نہ کسی قوم کی عددی اکثریت ان پر اثر انداز ہوسکتی تھی۔ نہ کوئی بڑی سے بڑی دولت وسلطنت ان کے قلوب کو خلاف حق اپنی طرف جھکا سکتی تھی۔ ایک پیغمبر کھڑا ہوکر ساری دنیا کو للکار کر کہہ دیتا تھا کہ تم میرا کچھ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نہیں بگاڑ سکتے۔''کیدون فلا تنظرون'' انبیا کے بعد صحابہ وتابعین جو تھوڑی مدت میں دنیا پر چھا گئے، ان کی طاقت وقوت اسی حقیقی توحید میں مضمر تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو یہ دولت نصیب فرمائیں۔'' (معارف القرآن: ج ۱/ ص 139)

ان حالات میں بے اختیار ہمیں حضرت شاہ اسماعیل شہید کی یاد آئی، جنھوں نے مغلیہ سلطنت کے دورِ زوال میں اسلام کی اشاعت اور کتاب وسنت کی ترقی وترویج، اسلام کی مدافعت، نصرت، تائید وحمایت اور شرک وبدعت ومحدثات کی تردید وتوبیخ اور شرک کی بے لاگ مخالفت میں جو کوششیں کیں، وہ ہماری تاریخ کا روشن باب ہے۔ حضرت شاہ اسماعیلؒ بہت بڑے عالم دین، دینی مفکر اور مدبر، بلند پایہ خطیب، مقرر، مبلغ، مجتہد اور فقیہ، دانشور، ادیب، محقق، مؤرخ، مصنف، معلم، متکلم، متبع سنت نبوی ﷺ، قاطع بدعت، تحریک آزادی کے میر کارواں، حق گوئی وبیباکی کے شہسوار اور شجاعت وبسالت، شرافت وذکاوت، عدالت وثقاہت اور جرأت وہمت کا نمونہ اور مجموعہ تھے۔ شاہ صاحب کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی یہ تحریر جہاں ان کے لئے ایک خراج عقیدت ہے، وہیں اس سے ان کی عظمتِ کردار کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

''دعوت واصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیئے گئے تھے، اب اس سلطانِ وقت واسکندرِ عزم کی بدولت، شاہجہان آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا، اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر، نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے، جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی، وہ اب برسر بازار کی جارہی اور ہو رہی تھیں، اور خونِ شہادت کے چھینٹے حرف وحکایات کو نقوش وسواد بنا کر صفحہ عالم پر ثبت کر رہے تھے۔ (تذکرہ: مولانا ابوالکلام آزاد)

حضرت شاہ اسماعیل نے عقیدہ توحید کی وضاحت، اور شرک واصنام پرستی کی روک تھام کے لئے، مسلمانوں میں جو کوششیں کیں، ان سے ہماری تاریخ کے صفحات روشن ہیں، ان کے ذریعہ کی جانے مختلف کوششوں میں ایک عظیم الشان کارنامہ ان کی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' ہے۔ یہ اپنے موضوع پر ایک جان دار، شان دار اور لا جواب تصنیف ہے، جو ''ریختہ ویب سائٹ'' کے مطابق ''اب تک لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر کروڑوں آدمیوں کی ہدایت کا ذریعہ بن چکی ہے۔ اس کا انداز بحث اور طرز استدلال سب سے نرالا اور سرار مصلحانہ ہے، انہوں نے عقیدہ وعمل کی ان تمام خوفناک غلطیوں کو جو اسلام کی تعلیم توحید کے خلاف تھیں مختلف عنوانات کے تحت جمع کر دیا۔ مثلاً شرک فی العلم، شرک فی التصرف، شرک فی العبادات، شرک فی العادت۔ یوں تقویۃ الایمان توحید کے موضوع پر ایک جامع اور یگانہ کتاب بن گئی۔''

ضرورت ہے ہمارے ارباب اختیار، دینی کارکنان، ملت کی سربلندی کی فکر رکھنے والے، اور مسلمانوں کو صحیح اسلام پر باقی رکھنے کی جدوجہد کرنے والے تمام لوگ ان حالات میں حضرت شاہ صاحب کی شخصیت سے فائدہ اٹھائیں، اس سیلاب بلاخیز پر بند باندھنے کے لئے ان کی کتاب سے مدد لیں، اور اپنے اندر ان کی جیسی جرأت ایمانی، بے قراری، سیمابی، اور اپنی جان کی بازی لگا دینے کا حوصلہ بیدا کریں اور اتقوا الشرک کی ایسی آواز لگائیں کہ باطل تھرتھرا اٹھے۔ اس لئے کہ یہی اس وقت کا اصل جہاد ہے۔

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کی فکر کیجئے

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اعوذ باللہ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّحِیمِ، أَمۡ كُنتُمۡ شُهَدَاءَ إِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوبَ الۡمَوۡتُ إِذۡ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعۡبُدُونَ مِنۢ بَعۡدِی ،

کیاتم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب کا آخری وقت آیا، یا آنے کے قریب تھا، تو انھوں نے اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں کو بنیہ میں سب آتے ہیں، اپنے خاندان کے چھوٹے افراد کو اور نئی نسل کے سب لوگوں کو جمع کیا اور یہ کہا کہ مَا تَعۡبُدُونَ مِنۢ بَعۡدِی، میرے عزیزو اور پیارو! یہ بتاؤ کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔

اب آپ خیال کیجئے کہ یعقوب علیہ السلام، باپ ان کے پیغمبر حضرت اسحاق، چچا ان کے پیغمبر حضرت اسماعیل، دادا ان کے پیغمبر حضرت ابراہیم جن سے یہ بات کررہے ہیں اور جن سے یہ مکالمہ ہورہا ہے ان کی رگوں میں ایک نبی کا نہیں چار چار نبیوں کا خون ہے اور جنھوں نے اس گھر میں سنا کیا اور دیکھا کیا سوائے توحید کے اعلان کے کچھ سنا نہیں، اور سوائے خدائے واحد کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور اس کے سامنے سر جھکاتے ہوئے اور اس سے مانگتے ہوئے اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے کچھ دیکھا بھی نہیں، یہاں اس گھر میں تو بالکل اللہ کی حکومت اور فرماں برداری کا سایہ چھایا ہوا ہے، شامیانہ تنا ہوا ہے اور ہوا میں اس کی خوشبو ہے، بلکہ یہاں کے افراد کی سانسوں میں بھی اس کی خوشبو اور اس کی برکت ہے، اور یہاں نہ تو اس کے سوا کوئی تذکرہ ہے نہ کوئی مسئلہ ہے اور نہ کوئی فکر کی چیز سمجھی جاتی ہے۔

آپ کو یہ پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، اس میں دو چیزیں ہیں ایک ”عشق است و ہزار بدگمانی“ جب آدمی کو کسی چیز سے محبت ہوتی ہے تو اس کو فکر اس کی پیدا ہوتی ہے اور اس کے اندر کبھی کبھی تشویش بھی پیدا ہوجاتی ہے، یہ علامت ہے محبت کی، کسی کا کوئی مال کہیں رکھا ہوا ہو تو بار بار اس کے دل میں خیال آئے گا کسی نے دیکھا تو نہیں، میں نے جب رکھا تھا کوئی دیکھ تو نہیں رہا تھا اب تو کسی کو پتہ نہیں چل جائے گا کہ میں نے کہاں رکھ دیا، کوئی بتا تو نہیں دے گا، دس باتیں آئیں گی اگر اس مال کی قدر وقیمت ہے اور اس کی وہ حیثیت ہے کہ اس کی فکر کی جائے۔ اسی طرح بہت سے لوگوں کو عزت وعصمت کی فکر ہوتی ہے، بہت سے لوگوں کو آپس کے تعلقات کی فکر ہوتی ہے کہ اتحاد کے ساتھ رہیں۔ ایک باپ کا واقعہ ہے کہ آخری وقت میں انھوں نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور کہا ایک لکڑی لاؤ، اس کو توڑ دیا، انھوں نے کہا دوسری لاؤ اس کو بھی توڑ دیا اور اس کے بعد کئی لکڑیاں جمع کیں اور ان سب کا مجموعہ بنایا اور کہا ان کو توڑو، نہیں ٹوٹا تو کہا: بیٹا گر تم مل کر رہوگے اتحاد کے ساتھ رہوگے تو تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، تمہارا کوئی بال بیکا نہیں کر سکے گا، ایسے ہی اگر وصیتوں پر کوئی کتاب ہو اور آپ وصیتیں پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا، کس کس چیز کی کس کس نسل میں، کس کس زمانہ میں کس کس طبقہ میں کتنی فکر رہی ہے اور وہ اس کے لئے کیا کیا انتظام کرتا تھا، یہاں تک کہ مرنے کے قریب جب بولنا بھی مشکل ہوتا ہے اس وقت بھی کوئی نہ کوئی وصیت کرکے جاتا ہے کہ دیکھو ہم نے وہاں پر اتنا پیسہ جمع کر رکھا ہے، وہاں پر خزانہ ہے اور وہاں ایک دفینہ ہے اس کو مت بھولنا اور دیکھو مجھ پر فلاں کا قرض تھا اس کو ادا کردینا اور ہمارا فلاں پر مطالبہ ہے، ہمارا فلاں پر قرض ہے تم اس کو وصول کرلینا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کسی کو اگر فرصت ہو وصیت ناموں پر کوئی کتاب لکھے تو اس کو سیکڑوں نہیں ہزاروں قسم کی وصیتیں ملیں گی اور سب کے اندر جو چیز مشترک نظر آئے گی وہ ہے محبت اور فکر، کسی چیز کی اہمیت کو سمجھنا جس کے نزدیک جس چیز کی اہمیت ہوتی ہے وہ اسی کی وصیت کرتا ہے اور اسی کے متعلق اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس سے آپ سمجھ جائیں گے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پوچھنے کی عام وجہ کیا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو سب سے زیادہ فکر ایمان کی تھی کہ ہماری اولاد اور ہماری نسل بھی اسی ایمان پر قائم رہے، توحید خالص کا عقیدہ، ایمان بالآخرت کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے کا عقیدہ اور اس کے جزاوسزا کے اختیار رکھنے کا عقیدہ، اور نیک کاموں سے جو اجر وثواب ملتا ہے، برکت حاصل ہوتی ہے اس پر یقین، اور گناہوں سے جو وبال آتا ہے اور جو بے برکتی ہوتی ہے پھر اس سے اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اس پر عقیدہ، اور یہ کہ اس زندگی کے بعد ایک زندگی ہے، آخرت کے اس عقیدہ کو گویا کہ آنکھوں سے دیکھ لیا، تو آپ ان وصیتوں میں دیکھیں گے کہ جن پر جو چیز مسلط تھی، جس پر جو چیز حاوی تھی اس کے ذہن ودماغ پر، اور جس کی قدر وقیمت سے زیادہ واقفیت تھی، اسی کی اس نے وصیت کی اور اسی کی فکر کی، تو لعقوب علیہ السلام پر جو سب سے زیادہ فکر غالب تھی کہ یہ ایمان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے بعد سے مسلسل ہمارے خاندان میں چلا آرہا ہے یہ جاری رہے، یہ ہے ایمانی تسلسل، حضرت یعقوب ایک پیر فرزانہ تھے، جہاندیدہ بزرگ تھے اور بڑے صاحب نظر تھے، ان کے سامنے خاندانوں کا انجام بھی تھا، نسلوں کا انجام بھی تھا، ان کی تاریخ بھی تھی، بڑے بڑے اولیاء اللہ کے خاندان کی تاریخ بھی تھی انبیاء علیہم السلام کے خاندانوں کی تاریخ بھی تھی، اس وجہ سے یہ فکر تھی کہ میں اپنے سامنے اطمینان کرلوں اور جتنا ان کے دل میں بٹھا سکوں اور دماغ میں اتار سکوں اور ان کے دل پر نقش کرسکوں جیسے گھٹی میں کوئی چیز ڈالی جاتی ہے، پلاسکوں تو میں ان کو پلا جاؤں، انھوں نے کہا:

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِی یہ بتادو گے کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟

عبادت میں صرف سر جھکانا سجدہ کرنا نماز پڑھنا ہی نہیں بلکہ عبادت کے معنی ہیں اطاعت مطلقہ، خدائے وحدہ لاشریک لہ کے حکم پر چلنا اور اس کے اشارے کو دیکھنا اور اس کے قانون کو ماننا اور اس کی شریعت کی پیروی کرنا، حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوال میں کم ازکم یہ سب چیزیں آجائیں گی، کسی معمولی عربی خواں آدمی کے ذہن میں یہ سوال آئے یا نہ آئے، کسی غیر عالم کے ذہن میں ہو نہ ہو لیکن یعقوب علیہ السلام جو پیمبر زادے تھے، پیغمبر کے بھتیجے اور پیغمبر کے پوتے، وہ خوب سمجھتے تھے کہ اب یہ سلسلہ چلے گا، خوب دیکھا ہے کہ کتنے سلسلے تھے جو نہیں چلے، انھوں نے کہا کہ میرے بیٹو! اطمینان دلا دو اور یہ بتادو کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ کلی طور پر اور سو فیصدی کس کی بات مانوگے؟ کوئی استثناء نہیں کیا ہے حکم خداوندی ہے، اللہ کا حکم ہے۔ سر جھکا دیا اگر کچھ چھوڑنا پڑا تو چھوڑ دیا، بے تکلف چھوڑ دیا، کچھ ایثار کرنا پڑا، قربانی دینی پڑی تو ہر چیز کے لئے تیار ہیں، مَا تَعْبُدُوْن میں یہ سب آتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تم سر کس کے سامنے جھکاؤگے؟ بتوں کے سامنے تو نہیں جھکاؤگے، درختوں کے سامنے تو نہیں جھکاؤگے، دریاؤں کے سامنے تو نہیں جھکاؤگے اور جو دیومالائی تہذیب چلی آرہی ہے اور میتھالوجی تمام دنیا کی قوموں میں، اور ہمارے ہندوستان میں تو اس کا بہت بڑا مرکز تھا، اور یہاں کا مذہب مجھے معاف کیا جائے کہ میں تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ یہاں تو اصل دیومالائی مذہب تھا، یہاں تو نبوت کا پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ کب یہاں کوئی پیغمبر آیا تھا۔ آئے ہوں گے لیکن کوئی تعین کے ساتھ اور تیقن کے ساتھ نہیں کہہ سکتا، تو انھوں نے کہا کہ سر صرف اللہ کے سامنے جھکانا، نہ کسی فاتح کے سامنے جھکانا، نہ کسی دولت وثروت کے سامنے جھکانا، نہ کسی جبار کے سامنے جھکانا، نہ مندر میں جھکانا، نہ کسی مزار پر جھکانا۔ سب اس میں آجاتا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے مَا تَعبُدُونَ مِن بعدی، تم میرے بعد عبادت کس کی کروگے؟ کس کے لئے سر جھکاؤ گے اور کس کے حکم پر چلو گے آنکھ بند کرکے اور بالکل بے چون وچرا۔ انھوں نے کہا: **نَعبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰـہَ اٰبَائِکَ اِبرَاھِیمَ وَ اِسمٰعِیلَ وَاسحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا** اباجان، داداجان، ناناجان سبھی تھے کہ ہم آپ کے پروردگار اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، جو آپ کے آباء واجداد کا بھی الہ ہے، آپ کے والد آپ کے چچا اور آپ کے دادا حضرت ابراہیم کا بھی الہ ہے وَنَحنُ لَہٗ مُسلِمُون اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں، حالانکہ اگر بے ادبی نہ ہو تو کہوں کہ وہ کہہ سکتے تھے کہ ابا جان دادا جان نانا جان؟ اس کے پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ آپ ہمارے بارے میں ہم سے خائف ہیں، ہمارے بارے میں شک وشبہ ہے، ہم نے یہاں دیکھا کیا ہے سنا کیا ہے، اور آپ نے ہمیں سکھایا اور پڑھایا گیا ہے، لیکن انھوں نے اس میں کوئی بحث نہیں کی، انھوں نے کہا کہ کس کی عبادت کروگے انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، آپ کے والد، آپ کے چچا، آپ کے دادا حضرت ابراہیم کے معبود کی عبادت کریں گے اور ہم پورے فرمانبردار ہوں گے، اور اپنی تمام خواہشات سے اپنے تمام اختیارات سے اور رسم ورواج سے، اور فوائد سے مفادات سے اور ہر قسم کے خوف واندیشہ سے ہم بالکل خالی الذہن ہوں گے، ہم کسی چیز کی فکر نہیں کریں گے، جس کو انگریزی میں Surrender کرنا کہتے ہیں، اپنے کو حوالہ کردینا اور اپنے کو بالکل سپرد کردینا۔

تو یہ سب میں اس لئے سنا رہا ہوں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جیسے نبی نبی زادے نبی کے پوتے نبی کے بھتیجے، وہ اپنے بیٹوں سے، پوتوں سے نواسوں سے اس کے پوچھنے کی ضرورت سمجھتے ہیں، یہ کیا ہے، جو میں نے کہا عشق است ہزار بدگمانی، جب عشق ہوتا ہے تو ہزار طرح کی بدگمانیاں ہوتی ہیں، جب کوئی چیز عزیز ہوتی ہے تو فکر ہوتی ہے کہ یہ قائم رہے، اس پر کوئی آنچ نہ آئے، اس پر کوئی غبار نہ پہنچے اس کو کوئی خطرہ نہ پیش آئے، یہ تو سب محبت کی بات ہے اور اہمیت سمجھنے کی بات ہے۔

نئی نسل کے ایمان عقیدے کی فکر کیجئے

آج ہم مسلمانوں کو سب سے زیادہ اسی کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسل کے متعلق یہ اطمینان کرلیں کہ یہ صراط مستقیم پر رہے گی اور جس دین کا نام اسلام ہے: **اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَام** اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اس کے متعلق آپ اطمینان کرلیں اور پھر اس کے ذرائع بھی سوچیں، اور ان خطرات کو بھی دور کریں جو پیش آسکتے ہیں، ذرائع یہ ہیں کہ مدارس و مکاتب قائم کریں، اور یہ چونکہ مدرسہ میں تقریب ہو رہی ہے اس لئے خاص طور پر اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مدارس ومکاتب کا قیام درحقیقت اس دینی، ایمانی، اعتقادی، علمی، اخلاقی، تہذیبی اور معاشرتی تسلسل کے قائم رکھنے کے لئے ہے۔

اگر مدارس کے سامنے یہ مقصد نہیں ہے تو انھوں نے اپنی افادیت واہمیت سمجھی ہی نہیں، اپنا کام ہی نہیں سمجھا۔ یہ مدارس اسی لئے ہیں کہ جو اس میں پڑھیں وہ اعتقادی طور پر توحید خالص پر ہوں، کسی کے سامنے سر جھکانا نہیں، میں بالکل صاف کہتا ہوں کہ نہ کسی مزار کے سامنے سر جھکانا اور نہ چادر چڑھانا، نہ کسی کو عالم الغیب سمجھنا نہ کسی کو متصرف فی الکائنات سمجھنا، فلاں بیٹے دیتے ہیں، اگر بیٹے کی ضرورت ہے تو فلاں سے مانگئے، روزی فلاں سے مانگئے، اگر بیمار کو شفا چاہتے ہیں تو فلاں مزار اور فلاں بزرگ سے مانگئے، قطعاً نہیں۔ **ان الدّین عِندَ اللّٰہِ الاِسلام، اَلَا لَہُ الخَلقُ وَالاَمر** یاد رکھو! اُسی کا کام ہے پیدا کرنا، اور اسی کا کام ہے حکم چلانا، وہ پیدا کرکے فارغ نہیں ہو جاتا، جیسے شاہ جہاں تاج محل بنا کر چلے گئے، اب تاج محل ہمارے آپ کے رحم وکرم پر ہے، ہندوستان کے باشندوں پر۔ کوئی توڑے نہیں، کوئی سیاہی نہیں لگائے، یہ دنیا تاج محل نہیں ہے **اَلَا لَہُ الخَلقُ وَالاَمر**، یاد رکھو! اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے حکم چلانا، اور حکم دینا،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایڈمنسٹریشن خالصۃً اس کے ہاتھ میں ہے، یہ توحید کا عقیدہ ہو، پھر فرائض کی پابندی ہو، شریعت کا احترام ہی نہیں شریعت کا علم ہو، اور شریعت کو دوسروں تک پہنچانے کا جذبہ ہو، اور شریعت پر چلانے کا جوش ہو اور دلولہ ہو، اور جو اس کے مسائل ہیں اس سے واقف ہوں، اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو مسئلہ بتا سکیں اور خود بھی عمل کر سکیں، اس کے لئے مدارس قائم کئے جاتے ہیں، یہی وہ بات ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا، گویا کہ بالکل سامنے کوئی چیز ہو، جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں، کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دولت خانہ ہے، اور ان کے بیٹے اور پوتے اور ان کے نواسے سب موجود ہیں، مجلس ہے اور ماشاء اللہ وہ کثیر الاولاد تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی نسل میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ علم نہیں کتنی تعداد میں ہوں سب مل ملا کر، اور آپ ان کا امتحان لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں ان سے، کہ بتا دو مجھے اس کا اطمینان دلا دو، اور یہ کہا جا سکتا ہے یہاں کے محاورے میں، کہ ہماری پیٹھ قبر سے نہیں لگے گی، زمین سے نہیں لگے گی، جب تک میں یہ اطمینان نہ کرلوں کہ میرے بعد میرے بیٹے، میرے پوتے، میرے نواسے کس کی عبادت کر رہے ہیں اور کس کی عبادت کرنے کا فیصلہ ہے ان کا، اور عزم ہے اور استقلال واستحکام ہے، تو بات ساری محبت کی ہے اور اہمیت سمجھنے کی ہے، آپ اپنی اولاد کے بارے میں (اللہ تعالیٰ ان کو زندگی عطا فرمائے عمر میں برکت عطا فرمائے) اپنے بیٹوں کے بارے میں، یہاں تک کہ بیٹیوں کے بارے میں، لڑکیوں کے بارے میں بھی، پوتیوں کے بارے میں اور نواسیوں کے بارے میں بھی، یہاں تک کہ جہاں آدمی کی بات احترام سے سنی جاتی ہے اور مانی جاتی ہے، پورا خاندان، سب کی آئندہ نسل کے بارے میں آپ کو فکر مند ہونا چاہئے، اور آپ کو اطمینان کر لینا چاہئے، اور اس کے جو اسباب ذرائع ہیں ان کو اختیار کرنا چاہئے۔ اگر مکاتب قائم کرنے کی ضرورت ہے تو جا بجا قائم ہوں، اور اس کے بعد اپنے لڑکوں کے بارے میں آپ بڑی سے بڑی دنیا دی منفعت کو اور شاندار مستقبل کو، اور بڑی بڑی ملازمتوں کو اور ترقیوں کو، اور بڑی شہرت وتعریف، سب کو نظر انداز کر کے پس پشت ڈال کر، پہلے ان کے ایمان کی فکر کریں، کہ اول تو ایمان ان کے دل میں پیدا ہو، اور پھر ایمان کے جو تقاضے ہیں اور ایمان کے جو لوازمات ہیں اور مطالبات ہیں وہ بھی پورے کریں، یہ نماز کے پابند ہوں، یہ محرمات سے دور ہوں، نظر کی حفاظت کرنے والے ہوں، اعضاء کی حفاظت کرنے والے ہوں جھوٹ نہ بولیں، بدمعاملگی نہ کریں اور رشوت نہ لیں اور بداخلاقی نہ کریں، ظلم نہ کریں اور نفس پرستی نہ کریں۔

ان ساری چیزوں میں ہمارا فریضہ ہے کہ اپنی آئندہ نسل کے بارے میں پورا اطمینان حاصل کرلیں اور جب تک یہ بات عام مسلمانوں میں نہیں پیدا ہوگی، محض دعوتی مرکز اور محض کتب خانے اور محض دارالتصنیف اور محض بڑے بڑے مدارس اور دارالعلوم کافی نہیں ہیں، محلّہ محلّہ نہیں گھر گھر یہ بات ہونی چاہئے، کہ آپ کو فکر ہو کہ ہماری اولاد، ہمارے بیٹے، پوتے، نواسے کس دین پر رہیں گے، اور ان میں صحیح عقیدہ قائم رہے گا یا نہیں، اور پھر فرائض کی پابندی ہوگی کہ نہیں؟ خدا کا خوف ہوگا کہ نہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین ہوگا کہ نہیں؟ اور اس کے لئے تیاری ہوگی کہ نہیں؟

بس آپ سب اس کو اپنے دل میں بٹھا لیجئے، آپ کو ان کے کھانے پینے سے زیادہ، ان کی صحت سے زیادہ، ان کی دنیوی تعلیم سے زیادہ، ان کی عزت سے زیادہ اور ان کے عہدے سے زیادہ، ان کے ایمان کی فکر ہوگی، اُن کے فرائض کے پابند ہونے کی فکر ہوگی، اور وہ اپنی ذات سے عامل ہوں گے اور دوسروں کے لئے داعی ومبلغ ہوں گے۔

وَاٰخِرُ دُعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

مولانا محمد کلیم صدیقی

ایمان کی روح اور حقیقت اللہ کی محبت ہے اور قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے، گویا یہ نامہ محبوب ہے، ہم مسلمانوں کا یہ مضحکہ خیز عشق ہے کہ چودہ سو سال سے نامہ محبوب ہمارے پاس ایک ایک نقطہ اور زبر زیر کے ساتھ ہمارے پاس اللہ تعالی کے دعوائے حفاظت کی وجہ سے محفوظ ہے، مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ نامہ محبوب میں کیا لکھا ہے؟ ہمارے پاس عذر یہ ہے اور اس عذر کو ہم حق بجانب رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے اور عربی زبان ہم عجمی کس طرح سمجھ سکتے ہیں؟ عجمیوں کا یہ عذر کتنا قابل قبول ہے اس کے بارے میں بعد میں ذکر ہوگا، حیرت کی بات یہ ہے کہ نامہ محبوب کے بارے میں اس مضحکہ خیز حالت کا معاملہ اہل عرب میں بھی موجود ہے وہاں پر کم ازکم قرآن حکیم کی تلاوت کا بہت معمول ہے، چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں قرآن حکیم کے سیکڑوں نسخے رکھے رہتے ہیں، اور کوئی عرب جماعت سے ایک منٹ پہلے آتا ہے تو قرآن حکیم اُٹھا کر تلاوت کرنے لگتا ہے، اپنی زبان عربی مبین میں قرآن کریم کے اس درجہ تلاوت کے رواج کے باوجود قرآن حکیم میں کیا ہے اس کو سمجھنے کے سلسلہ میں وہاں بھی حیرت ناک غفلت ہے، امارات میں مقیم ایک فکر مند نوجوان عالم دین نے بتایا کہ ایک ماہ تک مختلف عربوں سے میں یہ معلوم کرتا رہا کہ آپ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہیں، قرآن حکیم آپ سے کیا مطالبہ کرتا ہے، قرآن حکیم کی آج کی تلاوت میں ہمارے لئے کیا کرنے اور کیا نہ کرنے کو کہا گیا ہے، اس کے بارے میں آپ غور کرتے ہیں؟ تو عرب قوم چونکہ بہت حق گو بھی ہوتی ہے، مولانا نے بتایا کہ پورے ایک ماہ جس عرب سے سوال کرتا وہ حیرت کرتا اور غفلت پر حیرت اور افسوس کے ساتھ عجب عجب کہتا، گویا ان کے یہاں بھی عمل کے لئے سمجھ کر پڑھنے کا رواج نہیں ہے، جب صاحب زبان کا یہ حال ہے تو پھر عجمیوں کے لئے تو سمجھ کر پڑھنے کا تصور بھی مشکل ہے کہ ان کے یہاں تو ان کے خیال میں بجا عذر ہے کہ ہم زبان نہیں سمجھتے۔

عربی زبان نہ جاننے بلکہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے کا یہ عذر کتنا قابل قبول ہے اور یہ عذر اللہ کے دربار میں کتنا چل سکتا ہے اس کے لئے صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ راقم سطور جس کی زندگی ہر وقت سفر میں گزرتی رہی ہے اور ایک ایک روز میں دس دس اور اس سے بھی زیادہ بالکل دیہاتی بستیوں میں اکثر جانا ہوتا ہے، میں نے تقریباً پونے تین سال تک یہ سروے کیا اور ہر جگہ جانے کے بعد سب سے پہلے جمع ہونے والے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ آپ حضرات کے یہاں یا آپ کے علم میں، آپ کی بستی میں، یا آپ کے عزیزوں میں کسی صاحب کے پاس کوئی ایسا خط رکھا ہوا اگر ہو کہ اس کو مکتوب الیہ نے اس لئے نہ پڑھا ہو کہ مکتوب الیہ وہ زبان نہیں جانتا جس میں خط لکھا ہوا ہے، یا وہ اس لئے نہیں پڑھا گیا ہو کہ مکتوب الیہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتا، تو براہ کرم مجھے ضرور لا کر دیں، پونے تین سال تک ہزاروں مقامات پر جانے اور معلوم کرنے کے بعد ایسا کوئی مکتوب یا نامہ نہیں ملا جو اس لئے نہ پڑھا گیا ہو کہ خط اس زبان میں ہے جو وہ نہیں جانتا، یا اس لئے نہیں پڑھا گیا کہ جس کے پاس خط آیا ہے وہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتا۔

اس حقیر کا خیال ہے کہ شاید ہی دنیا میں ایسا کوئی خط ملے، خط آتا ہے تو آدمی خط لے کر کسی پڑھنے والے کے پاس جاتا ہے اور خط جتنے قریبی تعلق والے کا ہوتا ہے، اس کے پڑھنے کی بے چینی اسی قدر ہوتی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے، بے پڑھے خطوط آپ کو بہت مل جائیں گے، وہ کھولے بھی نہیں گئے ہوں گے، لیکن خط لکھنے والے سے بے تعلقی یا کسی طرح قلبی کدورت یا عدم مناسبت اس کی وجہ ہوگی، جب دنیا میں کسی دوست، عزیز، کسی دور کے تعلق والے کے خط کے لئے یہ عذر صحیح نہیں ہے کہ خط اس لئے نہیں پڑھا گیا کہ خط غیر معروف زبان میں تھا، یا مکتوب الیہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا، تو پھر احکم الحاکمین محبوب حقیقی کے کلام کے ساتھ ہماری غفلت کے لئے یہ عذر اس عظیم عدالت میں کس طرح چل سکتا ہے، جب اس کلام مقدس اور نامہ محبوب کے ایک ایک حکم پر عمل، اس دنیا وآخرت کی زندگی کے لئے ضروری بھی ہے اور قرآن حکیم بار بار ہم سے فریاد بھی کر رہا ہے: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا۔ (سورہ محمد ۲۴) کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔

ہم مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں، اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ قرآن حکیم انسانیت کے لئے نسخہ شفا اور نسخہ کیمیا ہے، مگر اس نسخہ سے شفا حاصل کرنے کا ہمارا انداز کیا ہے؟ آیئے ذرا غور کیجئے

موت وحیات کی کشمکش میں جوجھتا مختلف امراض میں گرفتار کوئی مریض، ایک بڑے طبیب، وقت کے کسی بو علی سینا یا اجمل خاں کے پاس جائے اور وہ مریض پر ترس کھا کر اس کے لئے مکمل صحت یابی کے لئے ایک جامع نسخہ لکھ دے، اور یہ مریض اس نسخہ کو عقیدت سے آنکھوں پر لگائے اور بوسے دے، اور فرط عقیدت ومحبت سے اس نسخہ کو بار بار پڑھے، حفظ کرے، بار بار تکرار کرے گل بنفشہ ایک تولہ، حبّ ختمی ایک تولہ، سنائے مکی، ایک تولہ، خمیرہ گاؤ زباں عنبری جواہر والا ۵/ماشہ، عرق مکو کا بادیان کے ساتھ صبح وشام جوشاندہ پکا کر لیں۔

بار بار پڑھ رہا ہے عقیدت سے حفظ کر رہا ہے، آنکھوں سے لگا رہا ہے، بوسے دے رہا ہے، تو کیا ہر ذی ہوش کو مریض کا یہ عمل اور طبیب کے تجویز کردہ اور تحریر کردہ نسخہ کے ساتھ یہ عقیدت مضحکہ خیز نہیں لگے گی؟ اور اس کا نسخہ کے ساتھ یہ عقیدت مندانہ سلوک مریض کی شفایابی کا ذریعہ بن سکتا ہے؟ ظاہر ہے ہرگز نہیں، تو پھر ہم قرآن حکیم جیسے نسخہ شفا سے شفایابی کے لئے، روحانی اور ایمانی صحت یابی کے لئے قرآن کریم کو آنکھوں سے لگانا، بوسے دینا، اس کی بغیر سمجھے صرف تلاوت کر لینا یا حفظ بھی کر لینا کس طرح کافی سمجھتے ہیں؟

ہم صاحب ایمان ہیں، اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن حکیم احکم الحاکمین، مالک حقیقی، قادر مطلق رب کا اپنے بندوں کے لئے ضابطہ حیات اور ابدی قانون ہے اور ہر انسان کو بحیثیت بندہ اور مسلمانوں کو بحیثیت فرماں بردار اور وفادار بندہ ہونے کے اس کے ایک ایک حکم پر عمل کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

آیئے اس پس منظر میں محاسبہ کریں: ایک کریم اور رحم دل رئیس نے ایک ملازم اور ایک خادم رکھا، اور اس خیال سے کہ ہمارا ملازم موٹی عقل کا ہے، اس کے لئے ذمہ داری اور ڈیوٹی پوری کرنے میں آسانی ہوگی اس کو ایک کاغذ پر اس کی ۲۴؍گھنٹہ کی ذمہ داریوں کو تحریر کر دیا کہ اس کو کیا کیا کرنا ہے، کیا کیا نہیں کرنا ہے، مثال کے طور پر ایک کوٹھی کے ملازم کو ایک فہرست بنا کر دیدی صبح سویرے اٹھنا ہے، کوٹھی میں صفائی کرنا ہے، پھلواریوں کو پانی دینا ہے، گھوڑوں کو اصطبل سے باہر نکالنا ہے، ان کو دانہ ڈالنا ہے، پانی پلانا ہے، بطخوں کو دانہ ڈالنا ہے، گائے بکریوں کو چارہ ڈالنا ہے، ان کا دودھ دوہنا ہے، کرسیوں اور چارپائیوں کو دھوپ ہو جانے پر صحن سے اٹھا کر اندر ڈالنا ہے، یہ کرنا ہے، اور وہ کرنا ہے، دوسری طرف یہ نہیں کرنا ہے وہ نہیں کرنا ہے مثلاً کتوں کو نہیں آنے دینا ہے، اجنبی آدمی کو کوٹھی میں نہیں بٹھانا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ احمق ملازم اور خادم یہ خیال کر کے کہ میرے مالک نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا اور میرے کام کو آسان کر دیا اور کتنی آسان زبان میں میری ساری ذمہ داریاں لکھ کر دیدیں، خوب اپنے مالک کی تعریف کر کے اس پیغام کو آنکھوں سے لگائے بوسے دے، اور عقیدت کے جذبہ سے اس کو پڑھنا شروع کرے، حفظ کرے اور بس سارے دن فرط عقیدت سے اس کو پڑھتا رہے، صبح سویرے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اٹھنا ہے ، کوٹھی کی صفائی کرنا ہے ، پھلواریوں کو پانی دینا ہے، گھوڑوں کو اصطبل سے نکالنا ہے، ان کو دانہ بھوسا ڈالنا ہے یہ کرنا ہے وہ کرنا ہے، یہ نہیں کرنا ہے وہ نہیں کرنا ہے، فرط عقیدت سے صبح سے شام تک اس فرمان کو پڑھتا ہی رہے، اور ان ذمہ داریوں کو انجام نہ دے جو مالک نے لکھ کر دی ہیں، اور چند دن اسی طرح گزر جائیں تو ظاہر ہے کہ کوٹھی کا کیا حال ہو جائے گا، کچھ روز کے بعد سارے جانور مر جائیں گے، ساری کوٹھی کباڑ خانہ ہو جائے گی، ساری پھلواری خشک ہو جائے گی، چور اور کتے وہاں رہنے لگیں گے، کچھ روز بعد مالک صاحب آئیں، اور اس ملازم کو دیکھیں کہ انتہائی عقیدت سے ہمارے فرمان کی تلاوت کر رہا ہے، آنکھوں سے لگا رہا ہے، ساتھ ہی کوٹھی کا حال بھی دیکھے تو کیا یہ مالک اس ملازم کو اس کی اس عقیدت مندی پر انعام سے نوازے گا، یا اس حماقت وغفلت پر اس کو بڑی سزا دی جائے گی؟

تو پھر ایسے قاری کے لئے ہم کیسے فلاح اور کامیابی کی امید کرتے ہیں جو قرآن حکیم کو عقیدت سے آنکھوں سے تو لگاتا ہے، بوسے تو دیتا ہے، یا زیادہ سے زیادہ بغیر سوچے سمجھے تلاوت کرنے اور حفظ کرنے کو کافی سمجھ لیتا ہے؟ بلا شبہ قرآن حکیم بڑی چیز ہے اور اللہ تعالی کو اپنے کلام پاک سے اس درجہ محبت ہے کہ اس کو دیکھنے والے بھی کچھ نہ کچھ خیر ضرور پا لیتے ہیں چہ جائیکہ تلاوت کرنے اور حفظ کرنے والے لوگ، مگر اس نسخہ شفا سے شفا یابی اور دستور اساسی کا حق ادا کرنے کے لئے اس کو سمجھ کر عمل کئے بغیر نجات مشکل ہے، احادیث مبارکہ میں قرآن حکیم کی تلاوت اور پڑھنے پر جہاں جہاں بھی فضائل ذکر کیئے گئے ہیں جو دینی مجلسوں میں ذکر کئے جاتے ہیں ان میں اکثر مقامات میں: من قرا القرآن وعمل بما فيه البس والداه تاجا يوم القيامة ضوءه احسن من ضوء الشمس .(سنن ابوداؤد فی باب ثواب قراءۃ القرآن) ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہوگی. ذکر کیا گیا ہے، اور جہاں پر اس کی وضاحت نہیں بھی کی گئی ہے، علماء اس کو سمجھ کر عمل کرنے کی شرط کے ساتھ پڑھنا ہی مراد لیتے ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی میدان حشر میں قرآن حکیم کی بڑی تلاوت کر کے آئے گا لیکن ساتھ ساتھ اس کے اوپر گناہوں کا ایک بوجھ ہوگا کہ قرآن حکیم پڑھا اور اس میں جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل نہیں کیا، امام غزالی نے مثال دی ہے کہ مثلاً قرآن حکیم میں حکم ہے. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا . (النور:۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ حاصل کر لو، اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو.

اس فرمان کے مطابق جب آدمی اپنے یا کسی کے گھر میں جائے تو سلام کرے، اس طرح اس فرمان کو پڑھنے کے بعد جب بھی گھر میں داخل ہو سلام کرنا واجب ہے، ایک دیندار مسلمان پانچ بار نماز کے لئے گھر سے باہر گیا واپس آیا اور سلام نہیں کیا، پانچ بار دوسری ضرورتوں سے گھر سے نکلا، اور داخل ہوا اور سلام نہیں کیا تو دس گناہ روزانہ اس آیت پر عمل نہ کرنے پر ہوئے، اس لئے کہ اس نے اس آیت کو سمجھ کر اس پر عمل نہیں کیا، اور گھر میں جا کر سلام نہیں کیا اور رواج کی وجہ سے خیال کیا کہ اپنے بیوی بچوں کو کیا سلام کروں۔

ہمارے بزرگوں اور علماء نے اس شر سے بچانے کے لئے کہ ہر آدمی اپنی رائے سے قرآن حکیم کے مطالب بیان نہ کرنے لگے اور تفسیر بالرائے کے گناہ کا مرتکب نہ ہو جائے یا شیطان بعض اشکال دل میں ڈال کر اس کو پریشانی میں نہ ڈال دے، یہ مشورہ دیا ہے کہ آدمی جب قرآن کریم کا ترجمہ پڑھے تو کسی صاحب علم کی نگرانی بھی رہے تاکہ جب اشکال ہو تو جا کر حل کر لے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور قرآن حکیم کی عظمت واحترام کے پیش نظر، اپنی مرضی کے مطابق قرآن حکیم کے مطالب نہ نکالے جائیں، اس لئے قرآن حکیم کی تفسیر کرنے کیلئے بہت سے علوم کا جاننا ضروری قرار دیا گیا ہے، اس خیر کا ہمارے نفس نے شیطان کی تلبیس سے یہ مطلب نکالا کہ قرآن حکیم کو نہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے نہ ہر آدمی کو اسکے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے جو ملت بلکہ انسانیت کو قرآن حکیم کی خیر سے محروم رکھنے کیلئے شیطان نے پیدا کی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن حکیم ایک ایسا بحر ذخار اور علوم ومعارف کا خزانہ اور گنجینہ ہے کہ دنیا کے ہر علم کا ماہر محقق جتنا اس میں غور وخوض کرے گا اور اپنی بساط بھر غوطہ زنی کرے گا اس سے بڑے بڑے اسرار ومعارف اور علوم کے بیش قیمت موتی نکالے گا، مگر جہاں تک ایک عام مسلمان یا انسان کے لئے قرآن حکیم سے تذکیری استفادہ کا تعلق ہے یعنی نصیحت حاصل کرنے اور ہدایت پانے کے لئے یہ معلوم کرنے کا معاملہ ہے کہ میرے مالک مجھ سے کیا چاہتے ہیں کیا نہیں چاہتے؟ میرے محبوب رب کو کیا پسند ہے کیا ناپسند ہے؟ کیا کرنے پر اللہ تعالی کی رضا اور رحمت ملے گی؟ اور کیا کرنے پر اللہ تعالی کا غضب اور دوزخ کا عذاب ہوگا؟ اس کا قرآن حکیم بار بار اعلان کر رہا ہے کہ: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ. (القمر:۱۷)

ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟

شیطان کا ایک حربہ یہ بھی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کو قرآن کریم سمجھنے کی اس لئے بھی کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ قرآن حکیم پڑھ کر گمراہ ہوجانے کا خوف ہے اور اس کے لئے ہم بڑے شوق سے قرآن کریم کی آیت شریفہ دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم خود کہتا ہے:

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا. (البقرة:۲۶)

وہ (اللہ تعالی) اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے۔

کاش ہم اس وہم اور خبط کا جواب خود قرآن کریم سے معلوم کر لیتے قرآن کریم نے جہاں یہ بات بیان فرمائی ہے: يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا اس پر فوراً گمراہ ہونے والوں کے بارے میں یہ بھی مہر لگا دی ہے: وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ. اور وہ اس کے ذریعہ صرف فاسقوں کو گمراہ کرتا ہے۔

یعنی گمراہ صرف قرآن حکیم کے ذریعہ ان لوگوں کو کرتے ہیں جو فاسق ہیں یعنی جو فکر اور مزاج کے ٹیڑھ کے ساتھ نافرمانی اور مجرمانہ ذہنیت سے قرآن کریم پڑھتے ہیں، اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے اور رہنمائی اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے قرآن حکیم کو غور اور تدبر کے ساتھ پڑھنے میں گمراہی کا تصور ہی نہیں۔

افسوس ہے کہ ایسے وہم اور غلط فہمیوں کی وجہ سے یہ ملت قرآن حکیم کی نعمت عظمی سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہے اور صرف اسی وجہ سے زمانہ میں ذلت وخواری کا شکار ہے، خیر القرون کے مسلمان صرف قرآن حکیم سے عملی طور پر وابستگی کی وجہ سے دنیا بھر میں غالب ہوگئے، اور ابتدائی پچاس سال میں ساٹھ فیصد دنیا پر فتح پاگئے، بلکہ آدھی سے زیادہ دنیا پر بکریاں اور اونٹ چرانے والے لوگوں نے اسلامی قانون کی حکمرانی قائم کردی۔

قرآن حکیم کے ساتھ ہمارے معاملے کا موازنہ کرنے سے بات صاف سمجھ میں آجاتی ہے۔

کتنے صحابہ کا قول کتابوں میں ملتا ہے کہ ہم لوگ قرآن حکیم کی دس آیتیں سیکھتے تھے اور اس وقت تک دوسری دس آیات نہیں سیکھتے تھے جب تک پہلی دس آیتوں پر مکمل طور عمل نہیں ہوجاتا تھا (كما روى عن ابن مسعود رضى الله عنه وغيره انظر شعب الإيمان للبيهقى فصل فى تعلم القرآن)

اس معاشرہ کا یہ حال تھا کہ باہر سے آنے والا کوئی اجنبی شخص

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جب ان سے قرآن کریم کے سلسلہ میں سوال کرتا تو کسی بھی چلتے پھرتے صحابیؓ کی طرف انگلی اٹھا کر کہہ دیا جاتا کہ وہ صاحب جارہے ہیں ان کو دیکھ لو وہ چلتا پھرتا قرآن ہیں۔ بقول اقبالؒ

یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

اور ہمارے زمانہ کا حال یہ ہے کہ مشرف باسلام ہونے والے شخص کو کلمہ پڑھوانے سے پہلے اور کسی بھی مدعو کو دعوت دیتے وقت جو بات اس کو ارتداد سے بچانے کیلئے زور دے کر سمجھانی پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ بھائی جس اسلام کی آپ کو دعوت دی جارہی ہے اور جس دین کا کلمہ پڑھوایا جارہا ہے وہ دین اسلام وہ ہے جو قرآن وحدیث میں ہے، جو اسلام ہمارے اندر ہے اس کو مت دیکھنا اور اسے قرآنی اسلام مت سمجھنا ورنہ دوبارہ مرتد ہوجانے کا خطرہ ہے ۔اقبال نے کیسی سچی بات کہی ہے:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

قرآن حکیم سے مجرمانہ غفلت کی سب سے بڑی وجہ ہمارا یہ وہم ہے کہ فہم قرآن مشکل ہے، یہ وہم گویا قرآن حکیم کے اس اعلان کی تکذیب ہے، قرآن نے ایک جگہ نہیں کئی جگہ یہ اعلان فرمایا: سورہ قمر میں جلدی جلدی تکرار کے ساتھ یہ آیت آئی ہے.

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ .

بے شک ہم نے قرآن کو تذکیر کے لئے آسان کردیا ہے تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا ؟

ہمارے رفقاء نے مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب سے استفادہ کے بعد، کچھ فرق کے ساتھ دہلی، علی گڑھ او رکچھ دوسرے مقامات پر ترجمہ قرآن پاک سکھلانے کا ایک نصاب شروع کیا ہے جس کا طرز یہ ہے کہ تھوڑی بہت اردو جاننے والا ناظرہ خواں (۲۰۰) گھنٹوں میں پورے قرآن کا ترجمہ کرنے لگتا ہے اور ایک گھنٹہ روز دے کر ۲۰۰ دنوں میں پورے قرآن کا ترجمہ اسے ازبر ہوجاتا ہے ، اصل میں عام بول چال اردو یا ہندوستانی بولنے والا ایک انسان قرآن حکیم کے آدھے سے زیادہ الفاظ روزمرہ کے بول چال میں استعمال کرتا ہے، اس لئے اس کا بوجھ بہت کم ہوجاتا ہے، قرآن حکیم کا ترجمہ سمجھنا کتنا آسان ہے اس کے لئے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات پر غور کریں:

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ، هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ، الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ، وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ، أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ .

الم تو حروف مقطعات میں سے ہے، جس کے معنی معلوم کرنے ضروری نہیں، ذلک کا لفظ ایک ضمیر ہے جو اردو میں مستعمل نہیں ہے .الکتاب ، لاریب ، ہدایت ، متقی ، ایمان ، غیب ، صلاۃ قائم کرنا ، زکوۃ ، رزق ، نفقہ ، ہدایت ، رب ، فلاح ، یہ الفاظ اپنے مادہ کے لحاظ سے ہمارے یہاں عام بول چال میں استعمال ہوتے ہیں، بس ان کے صیغوں کو جاننا اور ان کو ملا کر معنی یاد کرنا کافی ہے، اس طرح تین چار پاروں کے بعد اکثر الفاظ کے معانی یاد ہوجاتے ہیں۔

اس ترتیب سے الحمد للہ درجنوں مقامات پر دہلی میں کام ہورہا ہے، اور بعض مراکز میں پورا قرآن کریم مکمل بھی ہوگیا ہے، ہم نے اپنے دینی اداروں اور جونیر ہائی اسکولوں میں بھی یہ نظام شروع کیا ہے ، ڈھائی منٹ ہر گھنٹہ سے بچا کر نواں گھنٹہ ترجمہ قرآن پاک کے لئے نکالا گیا، پہلے گھنٹہ میں یہ ترجمہ بورڈ کی مدد سے پڑھایا جاتا ہے، اور الحمد للہ قرآن حکیم کی اس ابتدائی برکت سے پورا تعلیمی نصاب بھی آسانی سے پورا ہوجاتا ہے، اس طرح قرآن حکیم سے ملت کو جوڑنے کی نیت سے ڈھائی منٹ کم کرنے سے وقت میں بڑی برکت محسوس ہوتی ہے، اس کے لئے باقاعدہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عربی زبان کی گہری واقفیت کی ضرورت نہیں، ہمارے رفقاء معلمین کی تربیت بھی کرتے ہیں، ملک کے کسی حصہ میں بھی جو حضرات اپنے اداروں، اپنے گھروں یا مساجد میں یہ نظام چلانا چاہیں، اس کے لئے وہ ہر طرح کی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔

ملت کو نبی کریم ﷺ کی سنت مقصودہ اور اپنے فرض منصبی دعوت سے دوری اور بُعد کی وجہ بھی قرآن حکیم سے یہ مجرمانہ غفلت اور قرآن حکیم کو برادران وطن کی طرح مسلمانوں کا دھارمک گرنتھ (ایسی مقدس ومتبرک کتاب جس کو صرف خاص افراد ہی سمجھ یا پڑھ سکتے ہیں) سمجھ لینا ہے، جس سے مریضوں کو برکت کے لئے ہوا دی جاتی ہے، اور مُردوں پر قرآن خوانی کر کے بریانی اور مٹھائی کھانے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، ماضی قریب میں مغربی دنیا، یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف سے قرآن حکیم کے ساتھ جو ناروا اور کم ظرفی کے معاملات سامنے آئے ہیں، یقیناً وہ حد درجہ تکلیف دہ ہیں، امریکہ اور اسکے حواری بیچارے اپنے کو امن پسند، آزاد خیال اور امن عالم کا علم بردار سمجھتے ہیں، اس کے باوجود کم ظرفی اور رذالت کی جو مثال انھوں نے پیش کی ہے، اس کی مثال صرف اسی قوم کی تاریخ میں مل جائے تو ممکن ہے، عام انسان کی سطح میں اس کا تصور مشکل ہے، افسوس ہے مسلمانوں نے فتح بدر وحنین اور فتح مکہ سے لے کر آج تک غلبہ اور اقتدار کے اخلاق، مفتوح قوم کے ساتھ نہ صرف عفوو درگزر بلکہ ان کے ساتھ احسان اور انسانی احترام کی جو تعلیم (۱۴۰۰) چودہ سو سال تک انھیں دی، انھوں نے اس سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا، اور ان کو ذرا سا غلبہ اور فتح حاصل ہوئی تو مفتوح اور مغلوب لوگوں کے ساتھ کم ظرفی کا مظاہر کرنا ان کا شعار رہا، یہ بات اس قدر گھناؤنی ہے کہ جس قدر اس کی مذمت کی جائے کم ہے۔

مگر اس سے زیادہ قابل مذمت اُس قوم کی قرآن حکیم کے ساتھ مجرمانہ غفلت ہے جس کو اس پر ایمان کا دعوی ہے، اور جس کو خاتم النبیین ﷺ کے بعد اس کتاب مقدس کو ساری دنیا کو پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

اور اگر حقیقت پسندانہ لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو مغرب کی اس گھناؤنی حرکت کا قصور بھی بیک واسطہ معلم قرآن امت کے ذمہ عائد ہوتا ہے، جس نے اپنے شاگردوں اور متعلمین کو قرآن حکیم کا تعارف نہیں کرایا، بلکہ ایک حیثیت سے ہمارا جرم اس لئے بھی بڑھا ہوا ہے کہ وہ عدم تعارف اور انجانے میں یہ حرکتیں کررہے ہیں، اور ہماری غفلت جان بوجھ کر ہورہی ہے، اگر یہ امت قرآن کریم کا صرف اتنا تعارف اپنے ان احمق شاگردوں کو کرادیتی کہ قرآن حکیم صرف ہمارے رب کا نہیں بلکہ تمہارے رب کا، تمہارے لئے بھیجا ہوا قانون اور ضابطہ حیات ہے، جس میں حضرت محمد ﷺ (جن کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صرف مسلمانوں کا رسول کہتے ہو) کے نام کا ذکر صرف تین بار کیا گیا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو (جن کو تم اپنا رسول مانتے ہو) ان کی مقدس اور پاک دامن والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت کے ساتھ (۳۶) بار ذکر کیا گیا ہے، تو یقیناً وہ قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے کے بجائے قرآن حکیم کو گلے لگاتے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری قرآن کریم کے ساتھ مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دنیائے انسانیت قرآن حکیم کے نور سے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ بقول شاعر:

تنگ سی گلیوں میں دنیا ٹھوکریں کھاتی رہی
آسماں سچائی کا لپٹا رہا جزدان میں

کاش ہم ہوش کے ناخن لیں اور ان حالات سے سبق لے کر اپنے کو قرآن کریم سے جوڑنے میں لگ جائیں، کم از کم ترجمہ قرآن پاک سیکھنے کے اس آسان نظام سے فائدہ اٹھا کر یہ تو معلوم کریں کہ میرے محبوب مالک نے اس میں کیا فرمایا ہے۔

☆ ☆ ☆

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کی تصانیف ومؤلفات، فتاویٰ، رسائل، مکتوبات اور مجموعۂ کلام

زیر قلم تالیف: امام الہند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف ومتعلقات اور تلامذہ کا ایک باب

قسط : 4

——حضرت مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی

بستان المحدثین میں، شاہ صاحب کے مآخذ ومراجع کا صاف تذکرہ بہت کم ہے، لیکن دستیاب کتابوں سے مقابلہ اور مراجعت کے بعد، اکثر اطلاعات کے مآخذ کا علم ہوجاتا ہے، کہ وہ کہاں کہاں سے لی گئی ہیں، ایسی چند کتابوں کے نام، جن سے شاہ صاحب نے متن کتاب میں استفادہ کیا ہے، تحریر ہیں۔

(۱) حلیة الأولیاء — امام ابونعیم اصفہانی
(۲) دلائل النبوة — امام بیہقی
(۳) طبقات الحنفیة — علامہ کفوی
(۴) تجرید اسماء الصحابة — امام ذہبی
(۵) الإصابة — حافظ ابن حجر عسقلانی
(۶) جامع الأصول — علامہ ابن اثیر
(۷) یتیمة الدھر — ابومنصور ثعالبی
(۸) نفح الطیب — شیخ شہاب الدین مقری
(۹) الدیباج المذھب في علماء المذھب — علامہ ابن فرحون
(۱۰) شرح مختصر خلیل — شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل
(۱۱) شرح نخبة الفکر — حافظ ابن حجر عسقلانی
(۱۲) تاریخ ابن خلکان — ابن خلکان
(۱۳) تاریخ بغداد — علامہ خطیب بغدادی
(۱۴) تاریخ ذھبی — سیر اعلام النبلاء/تاریخ کبیر
(۱۵) القاموس المحیط — علامہ مجدالدین فیروزآبادی

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے شاہ صاحب نے صراحۃً نام لئے ہیں، لیکن بستان المحدثین کے مطالعہ سے ایسے کم سے کم پچاس ضمنی مراجع کا سراغ ملتا ہے، جو شاہ صاحب کے پیش نظر تھے اور یہ استفادہ ورجوع ایسا غیر معمولی اور وقیع ہے، کہ شاہ صاحب کی اطلاعات ومندرجات کا، ان مراجع ومآخذ سے مقابلہ کیا جائے، تو ایسا لگتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس کتاب کو پوری طرح جذب کرلیا تھا، جہاں جس کتاب اور مصنف کی اطلاع اور تحریر کا، جس قدر حصہ ضروری سمجھتے ہیں، اس کو لے لیتے ہیں اور جو حصہ اس سے بہتر اور عالی مصنف کے یہاں، یا کسی بڑی کتاب اور زیادہ باوزن، علمی کتاب میں ہے، اس کو وہاں سے اخذ کرتے ہیں، جس کو دیکھ کر پڑھ کر یہ خیال مزید گہرا اور یقینی ہوجاتا ہے، کہ ان تمام کتابوں کے جملہ متون، تمام عبارتیں، ہمہ وقت شاہ صاحب کی نظر کے سامنے ہیں، جس سے چاہتے ہیں استفادہ کرتے ہیں، جس کو چاہتے ہیں نظر انداز فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا تبحر، ایسی وسعت نظر اور ایسی جامعیت ہے، جو کم مصنفین کے یہاں ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حضرت شاہ صاحب کی وسعت نظر اور قوت اخذ واستدلال کا، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب نے، بستان میں تقریباً تین سوموقعوں پر تذکرة الحفاظ [امام ذہبی] سے استفادہ کیا ہے، جس کی تصدیق اُن الفاظ سے ہوتی ہے، جو شاہ صاحب نے استعمال کئے ہیں اور تذکرة الحفاظ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ الفاظ امام ذہبی سے لئے گئے ہیں، اسی طرح تقریباً ستّر پچھتّر مقامات پر سیر أعلام النبلاء پیش نظر رہی ہے، بستان کے مندرجات اور سیر کے الفاظ میں خاصی یکسانیت اور مشابہت موجود ہے، امام ذہبی کی ایک اور سب سے بڑی تصنیف، تاریخ الاسلام بھی، حضرت شاہ صاحب کے سامنے ہے، کہیں کہیں اس سے بھی اخذ کرتے ہیں، بعض مقامات پر اس کی صراحت بھی ہے کہ شاہ صاحب یہ اطلاع، تاریخ الاسلام سے لے رہے ہیں۔

ایک موقعہ پر فرماتے ہیں:

''وقصۂ ابن تیمیہ را، ذہبی کہ مفسرترین مؤرخان اسلام است، درتاریخ خود آوردہ''، (۳۹)

ان کے علاوہ بھی اور بہت سی کتابیں ہیں، جن سے شاہ صاحب نے بستان میں استفادہ کیا ہے، مثلاً کفوی کی طبقات الحنفية بھی شاہ صاحب کے سامنے ہے۔ لکھا ہے:

وکفوی درطبقات الحنفی نوشتہ است: ''کہ کتاب احکام القرآن اوزیادہ بربست جزء است''، (۴۰)

شاہ صاحب نے امام جزری [صاحب حصن حصین] کی اسانید ومسلسلات پر تالیف: عقود اللآلي فی الأحاديث المسلسلة والعوالي کے دیکھنے کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''اما از تصانیف نادرہ ایں بزرگ، کتابے دیگر دیدہ شد: عقود اللآلي في الاحاديث المسلسلة والعوالي''، (۴۱)

وہ کتابیں جو شاہ صاحب کو نہیں ملیں:

لیکن کچھ کتابیں ایسی بھی ہیں، جو حضرت شاہ صاحب کی نظر اور ملاحظہ سے نہیں گذریں، جیسے مؤطا کے، محمد بن مبارک صوری دمشقی اور سلمان بن برد کے نسخوں یا روایات تک، شاہ صاحب کی رسائی نہیں ہوئی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''وازیں دونسخہ واحادیث آنہا، راقم الحروف را اطلاع حاصل نہ شد''، (۴۲)

مسند امام احمد بن حنبل کا جو نسخہ، علمائے اصفہان نے مرتب فرمایا تھا، وہ بھی حضرت شاہ صاحب کو دستیاب نہیں ہوا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے:

''وبعضے از محدثان اصفہان آں را بہ ترتیب ابواب مرتب کردہ اند، امانسخہ دیدہ نشدہ''، (۴۳)

اسی طرح مسند امام حمیدی کا مرتبہ ثالث بھی، حضرت شاہ صاحب کی نظر سے نہیں گذرا تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا ہے:

''احادیث صحیحین را بر مسانید صحابہ ترتیب دادہ، ومرتبہ ثالثہ کہ مرتبہ کمترین است مسند انس بن مالک است، تا آں جا بنظر راقم الحروف نرسید''، (۴۴)

ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی رفع اليدين اور امام نسائی کی کتاب الجمعة کے تفصیلی حالات بھی نہ مل سکے۔

مؤطا امام مالک کے نسخوں کی معلومات واطلاعات،

بستان المحدثین کا ایک منفرد اور غیر معمولی باب ہے:

''کتاب رفع اليدين للبخاری و کتاب الجمعة للنسائي دراحوال ایں ہردو کتاب، تفصیلاً اطلاع نیست'' (۴۵)

مؤطا امام مالک کا تعارف، اس کی روایات اور نسخوں کا بے مثال تذکرہ:

بستان المحدثین کا، حضرت شاہ صاحب نے، مؤطا امام مالک کے تعارف اور اس کی روایات یا نسخوں کے مفصل تذکروں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے آغاز فرمایا ہے، اس کا محرک غالباً مصنف بستان المحدثین کے والد جلیل اور استاذ مکرم، حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا یہ خاص نظریہ ہے کہ مؤطا مالک، حدیث کی تمام مصنفات وکتب کی اساس ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کی اس موضوع پر تالیفات، خصوصاً بستان المحدثین کہہ رہی ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی بھی یہی رائے تھی، مؤطا امام مالک کے تعارف میں، حضرت شاہ عبدالعزیز نے جس طرح اس کے نسخوں یا روایات کا تذکرہ کیا ہے، صرف یہی ایک بحث حضرت شاہ صاحب کے مقام ومرتبہ کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔

اس میں شاہ صاحب نے مؤطا کے سولہ نسخوں یا روایات کا تعارف کرایا ہے، جو ایک بڑا کارنامہ اور غیر معمولی بات ہے۔ ائمہ متقدمین میں سے مؤطا امام مالک کے بڑے شارحین، خصوصاً امام ابن عبدالبر کے علاوہ، بہت کم کسی شارح ومحقق نے مؤطا کے اس قدر نسخوں، ان کے جامعین اور ان کے درمیان فرق واختلاف کا، اس اہتمام اور باریک بینی سے تذکرہ وتجزیہ کیا ہے، کم علماء ومصنفین ہیں، جنھوں نے ان تمام نسخوں کو دیکھا ہو اور ان نسخوں کے متنوع پہلوؤں پر نظر فرما کر، ان سب کا اس طرح واضح تعارف کرایا ہو۔

مؤطا کے نسخوں کی یہ بحث، کتاب کے پہلے انتیس صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ مؤطا مالک کے بعد، مسانید وصحاح وسنن وغیرہ کی جملہ تصانیف پر، مسانید امام اعظمؒ [ابوحنیفہ] کو مقدم کیا ہے اور ترجیح دی ہے، جس سے اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کے نظریہ اور رائے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، شاہ صاحب کی اس ترتیب سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مسانید امام اعظم کی استنادی علمی حیثیت اتنی کمزور نہیں ہے، جیسی عموماً بیان کی جاتی ہے، اس کے بعد مسانید امام شافعی کا اور جیسا کہ ائمہ فقہاء کی ترتیب ہے، مسند شافعی کے بعد، مسند امام احمد بن حنبل اور سلسلۂ مسانید کی بات آتی ہے، جس میں مسند ابوداؤد طیالسی، مسند عبد بن حمید، مسانید حارث بن ابی اسامہ، مسند بزار اور مسند ابویعلی اور ان کے مصنفین کا تعارف وتذکرہ ہے۔ مسانید کے بعد صحاح کا سلسلہ شروع ہوا ہے، جس کی ابتداء صحیح ابوعوانہ، صحیح اسماعیلی، صحیح ابن حبان سے درجہ بدرجہ ہوتی ہے، اسی فہرست میں مستدرک حاکم کو بھی شامل کیا گیا ہے، اس کے بعد مستخرج ابونعیم اصفہانی اور مسند دارمی کا تعارف ہے۔

لیکن اگر پوری کتاب پر نظر ڈالئے، تو یہ بات بالکل صاف محسوس ہوتی ہے، کہ حضرت شاہ صاحب نے اس تالیف میں، حدیث شریف کی کتابوں کی، جو معروف علمی تقسیم کی ہے اور ان کا جو علمی مرتبہ اور فنی ترتیب ہے، اس کا ہر موقع پر خیال نہیں کیا۔ جو بھی معروف اور ضروری بنیادی کتب حدیث ہیں، حضرت شاہ صاحب نے، ان سب کے تعارف کا اہتمام تو فرمایا ہے، لیکن ان کی موضوعاتی ترتیب اور ان کے مقام ومرتبہ کی کامل درجہ بندی، یا ایک طرح کی تصانیف وکتب کا، ان کی معلوم وقدیم ترتیب کے مطابق، تذکرہ اور اندراج نہیں فرمایا، بلکہ اس میں اپنے والد ماجد، حضرت شاہ ولی اللہ کے نظریہ، اپنی رائے اور عام پڑھنے والوں کی ضرورتوں کا خیال فرمایا ہے۔

یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے، حدیث شریف کی اکثر کتابوں کے متون، بذات خود دیکھے اور پڑھے تھے۔ یہ معلوم ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا ذاتی کتب خانہ، بہت بڑا اور غیر معمولی تھا، جس میں وہ سب کتابیں بھی شامل ہوں گی، جو حضرت شاہ ولی اللہ حجاز مقدس سے لائے تھے، مگر پھر بھی ممکن نہیں کہ حدیث شریف کی تمام کتابیں اور جملہ مصنفات، شاہ صاحب کے کتب خانہ میں جمع ہوگئی ہوں، لیکن یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ جہاں تک معلوم ہے، شاہ صاحب نے دہلی کے علاوہ، ہندوستان کے بڑے مرکزوں کا سفر بہت کم کیا تھا، شاہ صاحب نے زندگی بھر جو کچھ پڑھا، وہ ہمہ وقت ذہن میں حاضر اور زبان وقلم پر موجود رہتا تھا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایسی بہت سی تصانیف اور محدثین کرام کی اعلیٰ کتابیں، جو آج بھی پوری دنیا میں نہایت کم یاب اور گویا معدوم شمار کی جاتی ہیں، ان کے مشکل سے چند نسخے دستیاب اور معلوم ہیں، ان ہی کی مدد سے ان کی تصحیح ومقابلہ ہوا ہے، ان کو شائع کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے یہ سب کتابیں کہاں دیکھیں، کہاں پڑھیں اور کس طرح وہ اس کی ایسی صحیح نقل کرتے ہیں، کہ آج کے بڑے بڑے محققین بھی حیران ہیں۔ اس کی پہلی مثال مؤطا کے نسخوں کا تعارف ہے۔

مؤطا مالک کی یہ تمام روایتیں یا نسخے، حضرت شاہ عبدالعزیز نے کہاں دیکھے، کس طرح ان تمام کے نسخوں تک رسائی ہوئی، کیوں کہ ان کے اجمالی تعارف کے علاوہ، ان کے بعض اندرونی مباحث، ان کی روایت میں اختلاف وامتیاز، ان کی یکسانیت و تنوع، ہر اک شاہ صاحب کی نگاہ میں ہے، جس کا وہ تذکرہ بھی فرماتے ہیں۔ حال یہ ہے کہ ان میں سے بعض کے نسخے تو ایسے نادر وکمیاب ہیں کہ عصر حاضر کے محققین کو [جب کہ تلاش ودریافت کے ذرائع، شاہ صاحب کے عہد سے، ہزاروں گنا بڑھ کر ہیں، لاکھوں مخطوطات کی فہرستیں، نیٹ (Net) پر نظر کے سامنے ہیں، پھر بھی دنیا میں، ان کا صرف ایک ایک نسخہ معلوم ہے اور بعض کا تو ایک بھی نہیں] لیکن شاہ صاحب ان سے براہ راست استفادہ کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ان کتابوں کے اجمال وتفصیل، مندرجات وخصوصیات کا تعارف بھی خوب کرادیتے ہیں، مؤطا امام مالک کی روایتوں اور نسخوں پر، بستان المحدثین میں جو کچھ لکھا ہے، اسی سے حضرت شاہ عبدالعزیز کی جلالت شان اور بے پناہ وسیع علم ونظر کا اندازہ ہوجاتا ہے، لیکن یہ اطلاعات اس دریائے بے پایاں کے چند قطرے اور مصنف بستان کے تبحر اور جامعیت وکمال کا، صرف ایک نمونہ ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے، بستان میں مؤطا امام مالک کی سولہ روایتوں یا علیحدہ علیحدہ ترتیب پر مرتب، نسخوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان میں سے بعض پر کہیں کہیں تبصرہ بھی فرمایا ہے، جس میں سے اکثر تبصرے اگرچہ مختصر ہیں، مگر گہرے مطالعہ اور تجزیہ کی نشاندہی کرتے ہیں، اگرچہ بعض علماء اور محدثین نے مؤطا کی بیس روایات یا نسخوں کا اور بعض نے تیس کا تذکرہ کیا ہے، مگر اس وقت تک بھی ان نسخوں کا تعارف عموماً دریافت نہیں، وہ غیر متعارف بلکہ ناپید ہیں، حضرت شاہ صاحب نے جن نسخوں کا تذکرہ کیا ہے، ان کے علاوہ بہت کم روایتیں ایسی ہیں، جو بعد میں منکشف ہوئی ہوں یا ان کے نسخے دستیاب ہوں، صرف ایک روایت، علی بن زیاد (۴۶) کی ہے۔ جو بعد میں دریافت اور شائع ہوئی۔

معروف نسخوں اور روایات کے علاوہ، شاہ صاحب نے ایسے نسخوں پر بھی توجہ فرمائی ہے، جو متعارف نہیں بلکہ کمیاب اور ایسے ہیں، کہ شاہ صاحب کے عہد کے مصنفین اور بعد کے اہل علم و قلم کی بھی ان تک رسائی نہیں، علماء اور محققین ان نسخوں کا شاہ صاحب کے حوالہ سے ہی تذکرہ کرتے ہیں، ایسی روایات یا نسخوں میں سے، ایک اہم روایت، عبداللہ بن وہب کی ہے، جس کو شاہ صاحب نے بڑی اہمیت دی ہے۔ شیخ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی معروف اور شہرۂ آفاق روایت کے بعد، سب سے پہلے عبداللہ بن وہب کی روایت یا نسخہ کا تذکرہ کیا ہے اور عبداللہ بن وہب کی روایت، اس درجہ کمیاب وناپید ہے کہ اس وقت تک اس کا مکمل متن دریافت نہیں ہوا۔ اس کا کچھ ناقص حصہ یا چند باب ایک جرمن فاضل، میکلوش مورانی (Miklos Muranyi) کو ملے تھے، جو دارالغرب الاسلامی، بیروت سے ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئے تھے۔

بستان کی ترتیب وتالیف پر چند اعتراضات وسوالات

بستان پر چند بڑے اہل علم وتذکرہ نگاروں نے، بعض سوالات بھی اٹھائے ہیں، نواب صدیق حسن خاں کی رائے گذر چکی ہے کہ بستان کتابوں کی فہرست اور محدثین کے تراجم کا مجموعہ ہے اور مولانا عبدالحی حسنی [مؤلف نزهة الخواطر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

[الإعلام بما في الهند من الأعلام] نے اس کو نا تمام قرار دیا ہے ،یعنی مصنف اپنا کام پورا نہیں کر سکے تھے، سلسلۂ تصنیف درمیان میں رہ گیا تھا، یہ دونوں روایتیں بستان المحدثین کے پڑھنے والوں میں عام ہیں اور ادھر کئی سال سے بستان پر کام کرنے والوں نے ان دونوں روایتوں کو بار بار نقل بھی کیا ہے، مگر میرے خیال میں ان کی صحت پر اعتماد کرنے اور ان کو ایک اصول اور معتبر روایت کی طرح نقل کرنے سے پہلے، ان پر غور کر لینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

بستان پر نظر ڈالنے اور اس کے مطالعہ سے ان دونوں باتوں کی تردید ہو جاتی ہے، کہ نہ تو وہ صرف فہرست ہے اور نہ ہی ناقص! مختلف علوم وفنون کی اسلامی کتابوں کی جو فہرستیں دریافت ہیں، بستان بنیادی طور پر ان سب سے مختلف ہے، یہ اختلاف کئی طرح کا ہے، بستان صرف کتابوں یا ان کے مصنفین کے نام شمار کرانے پر منحصر نہیں ہے، بستان کے مصنف، تمام ممتاز کتابوں کا اچھا تعارف کراتے ہیں، ان کے متعلقات پر روشنی ڈالتے ہیں، کتاب اور مصنف کے احوال میں سے جن چیزوں کو مفید اور ضروری سمجھتے ہیں، ان کا تذکرہ فرما دیتے ہیں۔ اور جس کو اپنی اس مختصر تالیف میں شامل کرنا مناسب نہیں سمجھتے، اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بستان میں درج کتابوں کے تعارف میں کئی طرح کا فرق نظر آتا ہے اور جیسا کہ شاہ صاحب نے اس کی تمہید میں لکھا ہے، کہ اس کے مخاطب بڑے اہل علم نہیں، عام کتاب پڑھنے والے ہیں، اور ظاہر ہے ان کی ضروریات بھی متفاوت ہوں گی اور ان کی دلچسپیوں کا محور بھی الگ الگ ہوگا، شاہ صاحب نے ہر ایک کے خیال ومزاج کی رعایت رکھتے ہوئے اس کو تحریر کیا ہے، اس میں بڑی علمی فنی ترتیب اور حدیث شریف کی اکثر کتابوں کا یکساں تعارف نہ ہونے کی، بڑی وجہ یہی ہے۔

اگر یہ صرف فہرست ہوتی، تو اس کو کتاب ومصنف کے نام یا سنہ تالیف تک محدود رہنا چاہئے تھا، کتابوں کے تعارف، کتابوں کے امتیازات ومحاسن، شروحات ومتعلقات، قصائد واشعار وغیرہ نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، اس لئے اس کو صرف فہرست کہنا درست نہیں، یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف کی تمام بنیادی کتابوں کا اس میں تذکرہ نہیں۔

ان خیالات وآراء کی، حضرت شاہ صاحب کی تمہید سے بھی تردید ہو رہی ہے، شاہ صاحب فرما رہے ہیں، کہ:

> ''ایں رسالہ ایست مسمی بہ بستان المحدثین، کہ مقصود اصلی دراں ذکر کتب حدیث است کہ غالباً در رسائل ومصنفات از آنہا نقل می آرند''۔(۴۷)

یہ خیال بھی کہ بستان المحدثین ناقص ہے، صحیح نہیں، کیوں کہ اس وقت تک بستان کا جو قدیم اور معتبر نسخہ، جس کی اصل، نسخۂ مصنف کی نقل ہے، وہ بھی مصابیح کے تذکرہ پر ختم ہو گیا ہے اور اس میں کوئی اشارہ یا لفظ نہیں کہ جس سے اس کے ناقص ہونے کا اشارہ ملتا ہو۔

شاہ صاحب نے بستان کو مصابیح کے تذکرہ پر ختم کر دیا ہے، کیوں کہ مصابیح کے بعد حدیث شریف کی کوئی اور ایسی کتاب، تالیف ومرتب نہیں ہوئی، جس کو فن حدیث کی بنیادی تصانیف و مؤلفات میں شامل کیا جا سکے، اگرچہ مشکوۃ سے زجاجۃ المصابیح مولانا عبداللہ حیدرآبادی(۴۸) تک، بیسیوں کتابیں وجود میں آئیں اور ان میں سے اکثر چھپی بھی ہیں، لیکن ان میں سے اکثر کا، امہات کتب تو کیا، متوسطات میں بھی شمار نہیں، لہٰذا بستان کے ناقص ونا تمام ہونے کا خیال درست معلوم نہیں ہوتا۔

اس وقت تک بستان کا کوئی ایسا خطی نسخہ دریافت نہیں ہوا، نہ ہی کوئی اور ایسی معتبر شہادت اور تحریر ملی، جس سے بستان کے ناقص ہونے کا خیال ہوتا ہو۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بستان المحدثین کی چند فروگذاشتیں

سہو وخطا لازمۂ بشریت ہے، ممکن نہیں کوئی شخص کسی موضوع پر علمی کتاب لکھے اور اس میں اس سے کوئی لغزش، خطا، یا اپنے اصول سے تجاوز نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب کی یہ کتاب تو یوں بھی بہت سی بندشوں سے مستثنیٰ کہی جاسکتی ہے، لیکن ایسی بابرکت، ایسی عالمانہ اور ایسی جامع کتاب میں، جو حدیث وتاریخ کی خوبیوں کی جامع اور ہر ایک کے لئے رہنما ہو، سہو وفروگذاشت، پڑھنے والوں کے لئے زحمت کا سبب ہوجاتی ہے، اس لئے اس کی ایسی چند چیزوں کا بھی سامنے رہنا، مناسب ہے۔

مؤطا کی ایک روایت کی سوید بن سعید کی جانب نسبت؟

شاہ صاحب نے، مؤطا کے نسخۂ سوید بن سعید کا تذکرہ کرتے ہوئے، ان کے تفردات میں سے ایک روایت نقل کی ہے، جس کی سند یہ ہے:

''مالک عن هشام بن عروة عن أبيه، عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إنّ اللّٰه لا يقبض العلم انتزاعاً ...الخ''،(۴۹)

.................حواشی.................

(۳۹) بستان المحدثین فارسی ص:۹۸، طبع اول لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۲۵۲، مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی [کاندھلہ/ ۱۴۳۷ھ۔ ۲۰۱۶ء]

(۴۰) بستان المحدثین فارسی ص:۹۷، طبع اول لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۲۵۱، مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی [کاندھلہ/ ۱۴۳۷ھ۔ ۲۰۱۶ء]

(۴۱) بستان المحدثین فارسی ص:۸۷، طبع اول لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۲۲۳، مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی [کاندھلہ/ ۱۴۳۷ھ۔ ۲۰۱۶ء]

مسلسلات امام جزری، اگرچہ حال میں شائع ہوگئی ہے، مگر اس قدر نادر الوجود اور کمیاب ہے کہ دنیا کے معلوم کتب خانوں میں، اس کے نسخوں کی تعداد پانچ چھ سے زائد نہیں ہے۔

(۴۲) بستان المحدثین ص:۲۵، فارسی طبع اول لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۶۱، مرتبہ نور الحسن راشد کاندھلوی [کاندھلہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء]

(۴۳) بستان المحدثین ص:۳۱، فارسی طبع اول لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۷۸، مرتبہ نور الحسن راشد کاندھلوی [کاندھلہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء]

(۴۴) بستان المحدثین ص:۸۹، طبع اول فارسی لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۲۲۸، مرتبہ نور الحسن راشد کاندھلوی [مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء]

(۴۵) بستان المحدثین ص:۹۴، طبع اول فارسی لاہور۔ اردو ترجمہ ص:۲۴۰، مرتبہ نور الحسن راشد کاندھلوی [مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء]

(۴۶) اس کا پہلا تذکرہ شیخ محمد بن علوی مالکی نے ''انوار المسالک الى روايات مؤطا مالک' میں کرایا ہے۔ [ص:۲۴۸] بعد میں شیخ شاذلی النیفر نے ترتیب وتحقیق کے بعد، دار الغرب الاسلامی، بیروت سے ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء میں شائع کردیا تھا۔

(۴۷) بستان المحدثین فارسی ص:۲، طبع اول لاہور۔

(۴۸) دکن کے بڑے عالم اور محدث، زجاجۃ المصابیح کے مصنف تھے، سید مظفر حسین کے یہاں ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ میں ولادت ہوئی، ۱۸۔ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ/ ۲۷۔ اگست ۱۹۶۴ء کو وفات ہوئی۔ تفصیلی احوال کے لئے ملاحظہ ہو: تذکرہ حضرت محدث دکن، ڈاکٹر عبد الستار خاں طبع سوم حیدرآباد: ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء

(۴۹) بستان المحدثین ص:۲۷، طبع اول فارسی لاہور

[جاری......]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دینی وتہذیبی شناخت کی حفاظت
وقت کا اہم مسئلہ

آخری قسط

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ہندو مذہب کے متکلمین نے زیادہ سے زیادہ قوموں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لئے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ خداؤں کی تعداد کو بڑھایا جائے، کہا جاتا ہے کہ اصل ہندو مذہب میں ایک ہی خدا کا تصور تھا؛ چنانچہ مذہب اور تہذیب کے مشہور محقق اور مؤرخ ڈاکٹر گستاؤلی بان لکھتے ہیں:

ایک خدائے مطلق کا خیال جو تمام فانیوں اور غیر فانیوں کا خالق اور تمام انسانوں، پتروں اور دیوتاؤں پر حاکم ہو، رگ وید میں بے شک پایا جاتا ہے؛ لیکن محض ایک خاکہ کی صورت میں۔ (تمدن ہند ص:۱۶۲)

یہ ایک سے تین اور تین سے تینتیس ہوئے، یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ موجودہ دور میں ہندو دیویوں اور دیوتاؤں کی تعداد تینتیس (۳۳) کروڑ تک پہنچ چکی ہے؛ ایک ہندو محقق لکھتے ہیں:

’’پھر یہ تعداد بڑھ کر تینتیس کروڑ تک پہنچ جاتی ہے، جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دیوتاؤں کی بے شمار تعداد، زندگی اور فطرت پر حکومت کر رہی ہے؛ لیکن یہ بنیادی تصور کہ ایک خدا ارتقاء کر کے تین بن گئے، پھر تینتیس اور پھر روحانی قوت کے لا تعداد پہلوؤں میں تبدیل ہو گئے، منظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔‘‘

(The culture heritage of india ص:۸۹)

دیوتاؤں کی اس کثرت کا یہ فائدہ اٹھایا گیا کہ مختلف گروہوں کے پیشواؤں کو خدا کے اوتار کا درجہ دے کر انہیں بھی ہندو قوم میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی، آریوں نے دراوڑوں پر پہلے بڑے مظالم ڈھائے اور ان کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی؛ لیکن جب اس میں پوری کامیابی نہیں مل سکی تو ان کو ہندو قوم کا حصہ بنانے کیلئے دراوڑ جن مورتوں کی پوجا کرتے تھے، ان کو اپنے معبودوں میں شامل کر لیا گیا، اہل علم جانتے ہیں کہ ایک زمانہ میں بعض ہندو لیڈروں نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ مل جائیں، ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک اوتار مان لیتے ہیں۔

شاید اسی کوشش کا ایک حصہ یہ بھی ہو کہ ہندو مذہبی رہنماؤں نے کبھی ہندو مذہب کے عقائد و افعال متعین کرنے اور ہندو قوم کی حدود اربعہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی، کسی نے کہا جو ہندو ماں باپ سے پیدا ہو، وہ ہندو ہے، چاہے دھرم شاستروں کا عقیدہ رکھتا ہو یا نہیں، اسی معنی میں پنڈت جواہر لال نہرو کو بھی ہندو مانا گیا ہے کسی نے کہا جو سندھو دریا کے اِس پار پیدا ہوا ہو، وہ ہندو ہے، کسی نے کہا کہ جو کسی اور مذہب کو ماننے والے نہ ہوں اور ہندوستان ان کی جائے پیدائش ہو، وہ سب ہندو ہیں، یا یہ کہا گیا کہ جس کو ہندو ہونے سے انکار نہ ہو، وہ ہندو ہے۔

اسی پس منظر میں سنگھ پریوار کے موجودہ رہنما موہن بھاگوت بعض دفعہ ملک کے تمام باشندوں کو ہندو قرار دیتے ہیں؛ کیونکہ ان کے آباء و اجداد سب ہندو تھے، ہندو مذہب اور ہندو قوم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کی غیر متعین تعریف کو بہت سے ہندو علماء ہندو مذہب کی وسعت قرار دیتے ہیں؛ مگر حقیقت میں کسی چیز کی حقیقت کا متعین نہ ہونا اوراس میں ناقابل وضاحت ابہام کا پایا جانا کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک عیب ہے، جو اس تصور کے بے حقیقت ہونے کو ظاہر کرتا ہے، یہ ایسا ہی ہے کہ کسی وجود کے بارے میں کہا جائے کہ یہ کتّا بھی ہے، گدھا بھی ہے، گھوڑا بھی ہے، اس کا نامعقول ہونا ظاہر ہے؛ مگر برہمنوں نے اس کا فائدہ یہ اٹھایا کہ انھوں نے بہت سے غیر ہندو گروہوں کو ہندو قوم کا حصہ بنا دیا۔

ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ مسلمانوں کو اس کا نشانہ بنانے کی کوشش نہیں کی گئی، آزادی سے پہلے جو آخری مردم شماری ہوئی اس میں بہت سے لوگوں نے مذہب کے خانہ میں اپنے آپ کو ''محمدی ہندو'' قرار دیا، سندھ کی بعض برادریوں کو ''حسینی برہمن'' کہا جاتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ عجمی مسلمانوں اور خاص کر برصغیر کے مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم جس کثرت سے پائی جاتی ہیں، بعض دفعہ نظریہ کے اعتبار سے انبیاء اور اولیاء میں خدائی صفات کو مانا جاتا ہے، اور عملی زندگی میں بھی مخلوقات کے ساتھ غلو آمیز تقدس کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض دفعہ شرک صریح کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اس کے پیچھے برادران وطن سے یہی تأثر کارفرما ہے، اسی لئے اس ملک میں جن شخصیتوں نے تجدیدی کارنامہ انجام دیا، مجدد الف ثانیؒ سے لے کر سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تک سب نے عقیدۂ توحید کو بے غبار کرنے اور مسلمانوں کو مشرکانہ رسوم وعادات اور افکار وتصورات سے بچانے پر سب سے زیادہ توجہ دی۔ اکبر کے دربار میں ہندو عالموں اور فلسفیوں کا غلبہ اور دین الٰہی کی ایجاد اور پھر گیتا کے شارح دارا شکوہ کے افکار اور منجانب اللہ اورنگ زیبؒ کی فتح مندی اور ہندو مذہبی مقدسات کے ساتھ ان کے فراخدلانہ عطیات اور حسن سلوک کے باوجود سنگھی مصنفین کے یہاں اورنگ زیب کی مذمت اور اس کے کارناموں کو نظر انداز کرنا یہ در اصل اسی بنیاد پر ہے کہ مسلمانوں کو ہندو تصور اور تہذیب میں جذب کرنے کی جو کوشش ہو رہی تھی، جس کے خلاف مجدد الف ثانیؒ نے پوری قوت کے ساتھ آواز اٹھائی تھی، اورنگ زیب عالمگیرؒ نے سیاسی قوت کے ذریعہ اس کو پوری قوت کے ساتھ ناکام کر دیا تھا۔

ملک کی آزادی میں مسلمان پیش پیش تھے؛ حالانکہ اس تاریخ کو مٹانے کی بہت کوشش کی جا رہی ہے؛ لیکن انڈیا گیٹ ایک واضح ثبوت بن کر ہمارے سامنے کھڑا ہے، جس میں مجاہدین آزادی کے نام کندہ کئے گئے ہیں، اور ان میں ۶۰ ؍فیصد سے زیادہ مسلمانوں کے نام ہیں، اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ باوجودیکہ آر ایس ایس کی پیدائش ۱۹۲۴ء میں ہو چکی تھی اور ان کی کوشش تھی کہ ہندوستان کا دستور خالصۃً اس تصور پر مبنی ہو، جس کو ان لوگوں نے ہندوتوا سے تعبیر کیا ہے، اور جو اس وقت ایک حد تک اکثریتی گروہ کے لئے سب سے زیادہ مقبول فکر ہے؛ لیکن مختلف گروہوں اور خاص کر مسلمانوں کی جنگ آزادی میں شرکت نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا، خود ڈاکٹر بی آر امبیڈکر برہمنیت کے مخالف، بلکہ اس کے باغی تھے، دستور ساز کونسل میں مختلف مسلم قائدین بھی تھے، اور جواہر لال نہرو جیسے سیکولر اور ایک حد تک کمیونسٹ ذہن رہنما جیسے افراد بھی اس میں شامل تھے؛ اس لئے ان کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہو سکی، اور پھر ہندتوا فلسفہ سے متاثر مجرمانہ ذہن کے حامل ایک شخص ناتھورام گوڈسے نے جب گاندھی جی کا قتل کر دیا تو اس سے وقتی طور پر پورا ماحول بدل گیا، اور لوگوں میں اس گروہ کا اصل مزاج واضح ہو گیا، اس سے ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔

اب ملک کے موجودہ حالات میں مختلف جہتوں سے مسلمانوں کو مرعوب، بے وزن اور فکری اعتبار سے کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؛ تاکہ خدانخواستہ ان کو ذہنی ارتداد کی طرف لایا جا سکے، اس کے لئے تخویف وترہیب اور ترغیب وتحریص دونوں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

طریقے اختیار کئے جارہے ہیں، جو کئی شکلوں میں سامنے آرہا ہے، مسلم آبادیوں سے جلوس لے جانے کی کوشش اور مسجدوں کی بے حرمتی، مسلمانوں کا ہجومی قتل بالخصوص غریب مسلمان تاجروں، آٹو ڈرائیوروں کو نشانہ بنانا، اسکولوں میں پڑھنے والے مسلم لڑکوں اور لڑکیوں کو رسوا اور ذلیل کرنا، مسلم عورتوں کو نشانہ بنا کر بے آبرو کرنا، آئے دن اس طرح کی خبریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔

مسلمانوں کو معاشی اعتبار سے کمزور سے کمزور تر کرنے کی کوشش بھی جاری ہے، سرکاری ملازمتوں کا دروازہ بڑی حد تک مسلمانوں پر بند تھا؛ البتہ کچھ پرائیویٹ ملازمتیں مسلمانوں کو مل جاتی تھیں، خاص کر آئی ٹی سیکٹر کی ترقی اور غیر ملکی تجارتی کمپنیوں کی آمد کی وجہ سے مسلم نوجوانوں کو روزگار کے کچھ بہتر مواقع حاصل ہو رہے تھے، اب اس پر بھی روک لگانے اور کمپنیوں کو مسلمان ملازم نہ رکھنے کا پابند کیا جارہا ہے، کچھ باہر کے ملکوں کی ملازمت اور کچھ پرائیویٹ کمپنیوں میں ملازمت کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہورہی تھی، انھوں نے تجارت کے میدان میں بھی قدم رکھنا شروع کیا ہے، یہ بات فرقہ پرست طاقتوں کو بہت کھل رہی ہے، اس کے لئے انھوں نے مسلمانوں کی دکانوں کا بائیکاٹ کرنے؛ یہاں تک کہ مسلم مزدوروں سے کام نہ لینے کی بھی اپیل کی ہے، مسلمانوں کو سیاسی طور پر بے وزن کرنے کی صورت حال یہ ہے کہ مسلم امیدوار کسی بھی پارٹی سے، یہاں تک کہ فرقہ پرست جماعت ہی سے کیوں نہ کھڑا ہو، غیر مسلم اسے ووٹ نہیں دیتے ہیں، مسلم مکت وزارت، پارلیمنٹ اور اسمبلی بنانے کی دعوت دی جارہی ہے، اور اس پر پوری شدت کے ساتھ عمل بھی ہورہا ہے۔

یہ تو امن وامان، معیشت وسیاست کا پہلو ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذہبی پہلو سے دوطرفہ حملہ ہے، ایک یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی بھرپور سعی ہورہی ہے، میڈیا کے ذریعہ جھوٹ اور فریب پر مبنی ایسے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں، جو اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کریں، اور اس پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے، اپنے آپ کو سیکولر کہنے کے باوجود اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو ملک مخالف بنا کر پیش کیا جاتا ہے، میڈیا کے علاوہ تعلیم کے راستہ سے بھی اسلام اور مسلمانوں کو مطعون کرنے کی مسلسل کوششیں ہورہی ہیں، نصاب تعلیم سے مسلمانوں کے پورے عہد کو نکال دیا گیا ہے، ملک کی تاریخ بدلی جارہی ہے، اور کہا جارہا ہے کہ ہندوستان ۱۹۴۷ء میں دوسوسال کی نہیں؛ بلکہ ہزار سال کی غلامی سے آزاد ہوا ہے، نصاب تعلیم میں مسلمانوں کو ڈاکو اور قاتل کی حیثیت سے پیش کیا جارہا ہے، ایک طرف یہ ساری تدبیریں مسلمانوں کو کمزور اور بے وزن کرنے اور احساس کمتری میں مبتلا کئے جانے کے لئے ہورہی ہیں۔

دوسری طرف مختلف جہتوں سے ہندو مذہبی افکار اور تہواروں کا تقدس سرکاری طور پر ذہن میں بٹھایا جارہا ہے، اسکولوں میں مشرکانہ ترانہ وندے ماترم پڑھنے پر زور دیا جارہا ہے، اسکولوں میں گیتا کی تعلیم کو لازم کیا جارہا ہے، اور اس کو نیشنل بک قرار دیا جارہا ہے، یوگا کے نام پر سوریا نمسکار اور ہندوانہ تہذیب پر مسلمانوں کو مجبور کیا جارہا ہے، بھارت ماتا کی مورتی بنائی جارہی ہے، اور اس کی جے کار لگائی جارہی ہے، نہ صرف گائے کو مقدس جانور کے طور پر پیش کیا جارہا ہے؛ بلکہ اس کے گوبر اور پیشاب کو بھی اشیائے تبرک کا رنگ دیا جارہا ہے، سرکاری تقریبات میں ہندو علامتی اشیاء کا استعمال ہورہا ہے، جس کا بھرپور مظاہرہ پارلیمنٹ کے افتتاح کے موقع پر ہوا، عمارتوں کو بھی قدیم ہندو طرز تعمیر پر ڈیزائن کیا جارہا ہے، ہندو دھرم کی نسبت سے سنسکرت زبان کو مسلط کرنے کی کوشش ہورہی ہے، اسکولوں میں مسلمان طلبہ و طالبات سے سرسوتی پوجا کرائی جارہی ہے، تعلیمی اداروں میں درگا پوجا کا تہوار رکھا جارہا ہے، آیورویدک دواؤں کو ہندو مذہبی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تعلیمات کے طور پر پیش کر کے فروغ دینے کی جان توڑ کوشش ہو رہی ہے، فلموں کے ذریعہ ہندو دیویوں دیوتاؤں کی عظمت ظاہر کی جا رہی ہے، اور بہت افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی یہ منظّم سازشیں کسی حد تک رنگ بھی لا رہی ہیں، ہندو تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت، غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ مسلم لڑکیوں کی شادی، مسلمانوں کے زیر انتظام اسکولوں میں ہندو شعائر کی پذیرائی، یہاں تک کہ لباس و پوشاک اور اس سے آگے بڑھ کر مکانات کے کلر میں زعفرانی رنگ کا استعمال، یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو مسلمانوں کو اکثریت کی فکر اور تہذیب کی طرف لے جا رہی ہیں۔

اب تو بہت سی جگہ مسلمان ہندو تہواروں میں جلوسوں کا استقبال بھی کر رہے ہیں، مورتیوں اور پجاریوں کو ہار پہنا رہے ہیں، برقعہ پوش خواتین گنیش کے منڈپ میں جا کر بیٹھ رہی ہیں اور مندروں میں جا کر نذرانے پیش کر رہی ہیں، یہاں تک کہ گزشتہ دنوں برادران وطن کے ایک تہوار میں مولوی صورت اور مولوی لباس نام نہاد مسلمانوں کا ہاتھ باندھ کر مورتی کے سامنے کھڑا ہونا اور مشرکانہ کلمات ادا کرنا سوشل میڈیا کے ذریعہ تمام لوگوں تک پہنچ چکا ہے، جس پر خون کے آنسو رویا جائے تب بھی کم ہے، یہ کچھ معمولی واقعات نہیں ہیں، یہ دو چار مسلمانوں کی شہادت سے کہیں بڑھ کر ہیں، یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے، جب کوئی قوم اپنے مذہب اور تہذیب کے بارے میں احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر آہستہ آہستہ اس کا اپنی پہچان سے محروم ہو جانا دشوار نہیں ہوتا، پہلے تہذیبی انضمام کی نوبت آتی ہے، پھر مذہبی ارتداد کا طوفان آتا ہے؛ اس لئے ہمیں اس پہلو پر بہت گہرائی کے ساتھ غور کرنے اور اس فتنہ کا سدباب کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں چند باتیں جو بہت اہم نظر آتی ہیں، اور جن کو انجام دینے میں ہمارے علماء کرام بنیادی رول ادا کر سکتے ہیں، ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ کوشش ہونی چاہئے کہ کوئی مسلمان لڑکا یا لڑکی بنیادی دینی تعلیم سے محروم نہ رہ جائے، اس کے لئے زیادہ سے زیادہ مکاتب قائم کئے جائیں، چاہے یہ صباحی یا مسائی مکاتب ہوں، یا مغربی ملکوں کی طرح اتوار کو ہفتہ وار مکتب کا نظم ہو، اسی طرح عصری تعلیم کے کسی پُرکشش مضمون، جیسے انگریزی، حساب یا سائنس کے ساتھ لازمی طور پر بنیادی دینی تعلیم کو شامل کرتے ہوئے کوچنگ سینٹر قائم کئے جائیں، ہمارے یہاں مکتب کے روایتی نظام میں کچھ ماثور اذکار اور چند پاروں کا ناظرہ قرآن پڑھایا جاتا ہے، اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا؛ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس تعلیم میں ایمانیات کو شامل کیا جائے، خاص کر توحید، شرک والحاد، انسانی زندگی کے لئے نبوت کی ضرورت، ختم نبوت کا عقیدہ اور جزا وسزا کا اسلامی تصور، اور اس کے مقابلہ تناسخ (جو تمام ہندوستانی مذاہب کا تقریباً مسلمہ عقیدہ ہے) کا غلط ہونا اور اس کا انسانی زندگی میں صالح انقلاب پیدا کرنے کے لئے ناکافی ہونا واضح ہو جائے۔

۲۔ زیادہ سے زیادہ اسلامی اسکولوں کا قیام، جس میں مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامیات کی تعلیم لازمی ہو، اُن کے یونیفارم پُرکشش ہوں؛ مگر شریعت کے دائرہ میں ہوں، مڈل کلاس کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں کی جداگانہ تعلیم کا نظام ہو، خواہ اسکول ہی الگ ہو جو سب سے بہتر طریقہ ہے، یا کم از کم کلاس روم الگ ہو، اور آخری درجہ یہ ہے کہ کلاس روم میں لڑکوں اور لڑکیوں کی صفوں کے درمیان ایک چھوٹی دیوار ہو اور آمد ورفت کے راستے الگ ہوں، فقہ اکیڈمی اپنے ۲۷/ویں سیمینار منعقدہ ممبئی میں اس سلسلہ میں تفصیلی تجویز منظور کر چکی ہے۔

۳۔ تعلیم اور ملازمت کے لئے جس امتحان اور ٹیسٹ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(Test) کی ضرورت ہو، اس کے لئے کوچنگ کا انتظام کیا جانا چاہئے، اگر دینی مدارس بشرط گنجائش اپنے کیمپس میں نہ نفع نہ نقصان کی اساس پرفیس لے کر ایسے کوچنگ سینٹر قائم کریں گے تو نہ صرف اعلیٰ تعلیم میں مسلمان لڑکے آسکیں گے اور نہ صرف ان کو ملازمت کے بہتر مواقع مل سکیں گے؛ بلکہ ساتھ ہی ساتھ اسلامی ماحول کی وجہ سے ان کے اندر دین کی عظمت اور اپنی شناخت کی حفاظت کا جذبہ بھی پیدا ہوگا، اور سرکاری تعلیمی اداروں میں جن مشرکانہ افکار واعمال پر ان کو مجبور کیا جاتا ہے، یا ان سے مانوس کیا جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھ سکیں گے۔

۴۔ آج کے موجودہ دور میں اسکل ڈیولپمنٹ (Skill Development) اور فنی تعلیم کی بہت اہمیت ہے، جس کے ماہرین کی ضرورت ہر جگہ پڑتی ہے، ہندوستان میں ہنرمندوں کی تعداد ضرورت کے اعتبار سے بہت کم ہے، اور بیرون ملک میں اس کی بہت طلب ہے، اس کے ذریعہ صفر سرمایہ سے انسان اپنے کاروبار کو شروع کرسکتا ہے، اور کم تعلیم یافتہ نوجوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، جو پرائیویٹ ادارے ہیں، وہ اس کام کو کمرشیل بنیاد پر کرتے ہیں اور اس میں دینی تربیت کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا، اگر مذہبی تنظیمیں اور مدارس ایسے ادارے اور تربیتی مراکز قائم کریں، جن میں نسبتاً کم اخراجات ہوتے ہیں، تو اس سے مسلمانوں کو روزگار فراہم کرنے میں بڑی مدد ملے گی، اور وہ معاشی اعتبار سے خود مکتفی ہوسکیں گے، اور جب معاشی اعتبار سے خود مکتفی ہوں گے تو ارتداد کی رَو میں بہنے سے بچ سکیں گے۔

۵۔ انسان جن باتوں کو بار بار سنتا ہے، وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، ذرائع ابلاغ اسی اُصول پر کسی نقطۂ نظر کے موافق یا مخالف فضا بناتے ہیں؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں حاصل اور میسر ذرائع ابلاغ کا استعمال فرمایا، آپ کعبۃ اللہ کے صحن سے بھی اہل مکہ کے سامنے توحید کی دعوت پیش کرسکتے تھے؛ لیکن آپ نے صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر اپنی دعوت پیش کی؛ کیونکہ اُس وقت تمام اہل مکہ تک اپنی دعوت پہنچانے کا یہی سب سے مؤثر ذریعہ تھا۔

پھر آپ نے پورے جزیرۃ العرب تک اسلام کی دعوت پہنچانے کے لئے حج کے مبارک اجتماع اور بعض تجارتی میلوں کا سہارا لیا؛ حالانکہ اس وقت یہ اجتماعات بعض منکرات سے خالی نہیں ہوتے تھے؛ کیونکہ ان ہی اجتماعات کے ذریعہ ایک دوسرے سے پورے جزیرۃ العرب میں بات پہنچ جاتی تھی، پھر جب صلح حدیبیہ ہوگئی، مسلمانوں کو کچھ لمحات سکون کے میسر آئے، نیز اس کے بعد جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے باہر جہاں تک سفارت کاری کے ذریعہ اسلام کی دعوت پہنچائی جاسکتی تھی، اس کی بھرپور کوشش کی، یہاں تک کہ بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق چین تک آپ کے نمائندہ پہنچے، اس سے میڈیا کی اہمیت اور اسلام کی نظر میں اس کی وقعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں اور موجودہ حالات میں اسلام اور مسلمانوں کو میڈیا جس درجہ نقصان پہنچا رہا ہے، شاید ہی کوئی اور طاقت اتنا نقصان پہنچا رہی ہو، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میدان میں ہم اتنے پیچھے ہوچکے ہیں کہ ہمارے لئے اپنے بدخواہوں کی برابری میں آنا ناممکن سا نظر آتا ہے؛ لیکن بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم جتنا کرسکتے ہیں، ضرور کریں۔

اس وقت سوشل میڈیا (Social Media) کا ایک ایسا دروازہ کھلا ہے، جو ایک سمندر کی طرح ہے، جس میں گندگیاں بھی ہیں اور صاف وشفاف پانی بھی، اور ہر شخص اس میں اتر کر طبع آزمائی کرسکتا ہے، آج کل سوشل میڈیا کے مختلف وسائل کے ذریعہ مؤثر انداز میں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک بات پہنچائی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جاسکتی ہے، اپنے یوٹیوب چینلس (Channels) قائم کئے جاسکتے ہیں، ٹی وی ڈیبیٹ میں جوزہر پھیلایا جاتا ہے، یوٹیوب اور ویڈیوز کے ذریعہ اس کا جواب دیا جاسکتا ہے، اس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ادھر ماشاء اللہ نوجوان علماء نے بھی بہت سے یوٹیوب چینل قائم کئے ہیں؛ لیکن زیادہ تر وہ روایتی پروگرام پیش کرتے ہیں، اور بعض دفعہ تو مسلکی لڑائی کے لئے اس کا استعمال کیا جاتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام مخالف چینلوں کے سوالات سامنے رکھ کر کم از کم یوٹیوب چینلوں کے ذریعہ ان کا جواب دیا جائے، جو لوگ سوشل میڈیا میں سرگرم ہیں، وہ باہمی ارتباط کے ذریعہ ایسے پروگراموں کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں، اور جو مسلمان نوجوان آئی ٹی کی دنیا سے تعلق رکھتے ہوں، ان کی تربیت کی جائے کہ جو پروگرام اسلام کی مخالفت میں آئے، وہ بڑے پیمانے پر اس پر تردیدی کومنٹ (Comment) دیں، اور جہاں اس سوال کا صحیح جواب مل سکتا ہو، اس کا حوالہ دیں، مقرر کے جھوٹ کو واضح کرتے ہوئے اس سے دلیل طلب کریں، اس طرح ہم مسلمانوں کی نئی نسل کو ارتدادی فکر سے بچا سکتے ہیں، اور بہت سے برادران انسانیت کی غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکتا ہے، فی الحال اس طرح ہم ایک حد تک میڈیائی یلغار کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اور اگر مسلمان اس میں دلت چینلوں سے رابطہ کرلیں اور ان سے بھی استفادہ کی راہ نکال لیں تو یہ کوشش اور زیادہ مؤثر ہو جائے گی۔

۶۔ مسلمانوں کے اندر فرقہ بندی اور اختلاف کا افسانہ ہمارے دشمن بھی مزے لے لے کر سناتے ہیں، اور ہم بھی نمک مرچ لگا لگا کر اس کو آگے بڑھاتے ہیں؛ بلکہ اپنے اختلافات کو میڈیا میں قوت اور مبالغہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں، کم از کم جن ملکوں میں ہم اقلیت میں ہیں، وہاں ہمیں ایسے رویے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اپنے اختلافات کو درسگاہوں تک اور جب عوام سوال کریں تو فتاویٰ تک محدود رکھنا چاہئے، اور اس میں بھی اعتدال کا لحاظ ہونا چاہئے؛ کیونکہ اس وقت فرقہ پرست طاقتیں مسلمانوں کے آپسی اختلاف کو بڑھاوا دینے کی پوری کوشش میں لگی ہوئی ہیں، ایسے موقع پر اعراض کا راستہ اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے

اس سلسلہ میں ہمیں دوسری قوموں سے سبق حاصل کرنا چاہئے، برادران وطن کے فرقوں کی تعداد بے شمار ہے، اور فکر وعمل کے اعتبار سے ان کے درمیان اتنی دوریاں ہیں، جیسے دریا کے دو کنارے؛ لیکن مسلمانوں کی مخالفت کی بنیاد پر اور مسلمانوں کا خوف دلا کر پوری قوم کو متحد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، عیسائیوں کے عام طور پر تین فرقے مشہور ہیں؛ لیکن شاید آپ کو یہ جان کر حیرت ہو کہ حقیقت میں ان کے تین سو سے زیادہ فرقے ہیں، جن کے درمیان شدید اعتقادی وفکری اختلاف ہے؛ مگر وہ اپنے اختلافات کو عوام میں لانے سے بچتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ اس وقت بہت چوکسی اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے، مسلمانوں کو برادران وطن کی مذہبی تقریبات میں شرکت سے روکنے کی، ایسے تہذیبی تشبّہ سے منع کرنے کی جس سے کسی گروہ کی شناخت متعلق ہو، شعائر کفر سے بچانے کی، اسلامی شناخت پر ثابت قدم رکھنے کی، توحید وشرک کی سرحدوں کو اچھی طرح سمجھانے کی، شرک کی مختلف قسموں اور بالخصوص مشرکانہ اعمال کو واضح کرنے اور اپنی پہچان کی حفاظت کرتے ہوئے برادران وطن کے ساتھ تعلقات کو استوار کرنے کی ضرورت ہے، اور اگر ایسا نہیں کیا گیا:

<u>تو اندیشہ ہے کہ نئی نسل کا ایک بڑا حصہ پہلے تہذیبی ارتداد پھر اسلام کے روایتی اعمال پر قائم رہتے ہوئے فکری ارتداد اور آخر میں خدانخواستہ معلنہ ارتداد تک پہنچ جائے</u>

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حقوق کا مطالبہ
اور ذمہ داریوں سے غفلت

مولانا محمد قمرالزماں ندوی مدرسہ نورالاسلام، کنڈہ، پرتاپ گڑھ

اہل مغرب (یورپ وامریکہ) کی طرف سے جو مزاج اور رجحان پیدا ہورہا ہے، بلکہ خود ہماری بھی عملی کمزوریوں اور معاملات وحقوق ادا کرنے میں کوتاہیوں کی وجہ سے جو برائیاں، کمزوریاں اور لعنتیں ہمارے سماج اور معاشرہ میں آئی ہیں، ان میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی سے زیادہ اپنے حقوق اور حق الخدمت کا مطالبہ ہے، اوراس کے لئے دھرنا، احتجاج، اسٹرائیک اور ریلیاں کرنا ہے، ممکن ہے بعض لوگ اس کو تسلیم نہ کریں، لیکن حقیقت ہے کہ اس طرح کا رجحان ہمارے سماج میں دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے۔

اسلامی تعلیم تو یہ ہے کہ حق کا حصول فرض کی ادائیگی کے بغیر بددیانتی ہے، اسلام اپنے ماتحتوں اور اپنے ماننے والوں کو اس کا مکلّف اور پابند بناتا ہے کہ وہ نہ صرف فرائض کی ادائیگی پر مکمل دھیان دیں، بلکہ وہ اپنا محاسبہ بھی کرتے رہیں کہ کہیں فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی تو نہیں ہورہی ہے؟

قرآن وحدیث میں متعدد مواقع پر فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور فرض منصبی نہ ادا کرنے پر وعیدیں آئی ہیں، سورہ تطفیف میں خاص طور پر اس جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے، ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی شناعت بیان کی گئی ہے، تطفیف کیل میں اوقات میں کمی کرنا اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی کرنا بھی شامل ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ لکھتے ہیں:

قرآن وحدیث میں ناپ تول میں کمی کرنے کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ عام طور سے معاملات کا لین دین انہی دو طریقوں سے ہوتا ہے، انہی کے ذریعہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حق دار کا حق ادا ہوگیا یا نہیں، لیکن یہ معلوم ہے کہ مقصود اس سے ہر ایک حقدار کا حق پورا پورا دینا ہے، اس میں کمی کرنا حرام ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ صرف ناپ تول کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ ہر وہ چیز جس سے کسی کا حق پورا کرنا یا نہ کرنا جانچا جاتا ہے اس کا یہی حکم ہے، خواہ ناپ تول سے ہو یا عددشماری سے یا کسی اور طریقے سے، ہر ایک میں حقدار کے حق سے کم دینا بحکم تطفیف حرام ہے۔ (معارف القرآن، جلد ۸، تفسیر سورہ التطفیف)

مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے رکوع سجدے وغیرہ پورے نہیں کرتا، جلدی جلدی نماز ختم کرڈالتا ہے، تو اس کو فرمایا: لقد طففت یعنی تو نے اللہ کے حق میں تطفیف کردی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس قول کو نقل کرکے حضرت امام مالک ؒ نے فرمایا: لکل شئی وفاء و تطفیف یعنی پورا حق دینا یا کم کرنا ہر چیز میں ہے، یہاں تک کہ وضوء طہارت میں بھی، اور اسی طرح دوسرے حقوق اللہ اور عبادات میں کمی کوتاہی کرنے والا تطفیف کا مجرم ہے اسی طرح حقوق العباد میں جو شخص مقررہ حق سے کم کرتا ہے وہ بھی تطفیف کے حکم میں ہے۔ مزدور ملازم نے جتنے وقت کی خدمت کا معاہدہ کیا ہے اس میں وقت چرانا اور کم کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ وقت کے جس طرح محنت سے کام کرنے کا عرف میں معمول

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہے، اس میں کوتاہی اور سستی کرنا بھی تطفیف ہے، اس میں عام لوگوں میں یہاں تک کہ اہل علم میں بھی غفلت پائی جاتی ہے، اپنی ملازمت کے فرائض میں کمی کرنے کو کوئی گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ (معارف القرآن،تفسیر سورہ تطفیف)

اسلام اس بارے میں بہت حساس واقع ہوا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کسی طرح کی رعایت کو روا نہیں رکھتا کہ انسان تطفیف کیل یعنی ناپ تول میں کمی کرے، اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کرے۔

آج ہر جگہ لوگوں کو اپنے حقوق نہ ملنے کا شکوہ ہے اور یہ کہ ہمارے ساتھ حق تلفی ہورہی ہے، لیکن کما حقہ ہماری طرف سے فرائض کی ادائیگی ہورہی ہے یا نہیں؟ اس کا احساس کم لوگوں کو ہے۔ سچائی یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر فرائض کی ادائیگی کی فکر پیدا کرلیں، تو حقوق خود بخود ادا ہونے شروع ہوجائیں اور حق تلفیوں کی شرح گھٹتی چلی جائے۔

ہمارے اکابر نے اپنی ذمہ داریاں جس طرح نبھائیں اور اپنے فرائض کو جس حسن خوبی کے ساتھ انجام دیا اور اپنے حقوق کے مطالبے میں جس طرح محتاط رہے، وہ ایک بہترین نمونہ اور گائیڈ لائن ہے۔ ہم یہاں صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں:

شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ (متوفی ۱۹۲۰ء) ماضی قریب کی ان عظیم ہستیوں میں سے تھے، جن کی مثالیں ہر دور میں گنی چنی ہوا کرتی ہیں۔ جب وہ دار العلوم دیوبند میں شیخ الحدیث کے طور پر تدریسی خدمت انجام دے رہے تھے تو دار العلوم کی مجلس شوریٰ نے محسوس کیا کہ ان کی تنخواہ ان کے منصب اور ان کی خدمات کے لحاظ سے بہت کم ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، ان کا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے، چنانچہ مجلس شوریٰ نے باتفاق رائے فیصلہ کیا کہ مولانا کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے، اس مضمون کا ایک حکم نامہ مجلس شوریٰ کی طرف سے جاری کر دیا گیا..... جو صاحب مولانا کے پاس اس فیصلے کی خبر لے کر گئے، انہیں یقیناً یہ امید ہوگی کہ مولانا یہ سن کر خوش ہوں گے۔ لیکن معاملہ برعکس ہوا، مولانا یہ خبر سن کر پریشان ہوگئے اور فوراً ایک درخواست لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ ''میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ دار العلوم کی طرف سے میری تنخواہ میں اضافہ کیا جارہا ہے، یہ اطلاع میرے لیے سخت تشویش کا موجب ہے، اس لیے کہ میری عمر کی زیادتی اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے اب دار العلوم میں میرے ذمہ پڑھانے کے گھنٹے کم رکھے گئے ہیں، جب کہ اس سے پہلے میرے ذمہ زیادہ گھنٹے ہوا کرتے تھے، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ مجلس شوریٰ میری تنخواہ کم کرنے پر غور کرتی، چہ جائیکہ میری تنخواہ میں اضافہ پر سوچا جائے۔ لہٰذا میری درخواست ہے کہ میری تنخواہ بڑھانے کا فیصلہ واپس لیا جائے اور اوقات کے لحاظ سے تنخواہ کم کرنے پر غور کیا جائے۔

(ذکر و فکر از مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی)

آج کے دور میں اس طرح کی تحریر، درخواست یا خط اگر کوئی انتظامیہ کو بھیجے، تو اسے انتظامیہ کے خلاف زبردست طنز و تعریض سمجھا جائے گا، لیکن ہمارے اسلاف اور اکابر نے ایسا کر دکھایا ہے، چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے تھانہ بھون میں جو مدرسہ قائم کیا تھا، اس میں ہر استاد کا یہ معمول تھا کہ اگر اسے مدرسہ کے اوقات میں اپنا کوئی ضروری کام پیش آجاتا یا ملازمت کے اوقات میں ان کے پاس کوئی ذاتی مہمان ملنے کے لیے آجاتا تو گھڑی دیکھ کر اپنے پاس نوٹ کرلیا کرتے کہ اتنا وقت اپنے ذاتی کام میں صرف ہوا اور مہینے کے ختم پر ان اوقات کا مجموعہ بنا کر انتظامیہ کو از خود درخواست پیش کرتے تھے کہ اس ماہ ہماری تنخواہ سے اتنے روپئے کاٹ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لیے جائیں کیونکہ ہم نے دوسرے کام میں خرچ کیا ہے۔
(ذکروفکر)

آج پوری دنیا میں ہر شعبے میں حقوق کی ادائیگی اور شرح تنخواہ کے اضافہ اور رعایتوں کی مانگ کے لئے یونین، ٹریڈ تنظیمیں اور تحریکیں قائم ہیں، اور حقوق کی ادائیگی کے لئے اور اس نام پر احتجاج، دھرنے ریلیاں اور مظاہرے آئے دن ہوتے ہیں اور مطالبہ نہ ماننے کی صورت میں حکومت کی املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، لاکھوں کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے، عام پبلک کو طرح طرح کی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لیکن کیا فرائض کی ادائیگی کی کوششوں کے لیے کوئی تحریک اور تنظیم ہے؟ کیا اس نام پر کبھی احتجاج کرتے لوگوں کو دیکھا یا سنا گیا؟ آخر ایسا کیوں ہے، کیا لوگوں نے اس پہلو سے کبھی سوچا؟

ہم سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور جائزہ لینا چاہیے، کہ ہم کو اپنے حقوق کی زیادہ فکر ہے یا فرائض کی ادائیگی کی؟ ہم جس ادارے سے وابستہ ہیں ہمیں وہاں کی فکر زیادہ ہے یا ہم نے الگ سے جو ادارہ یا سوسائٹی اور فاونڈیشن قائم کرلیا ہے، اس کی زیادہ فکر ہے؟ یا سائڈ بزنس اور ٹیوشن میں زیادہ دل لگتا ہے؟ ان تمام پہلوؤں سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ادارے کے ذمہ داران بھی حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتتے ہیں، غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہیں، یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے، جس کے نتیجے میں حقوق کی ادائیگی میں غفلت ہوتی اور برتی جاتی ہے۔ چھ چھ سات سات مہینے اساتذہ کی تنخواہ رکی رہے اور ہم ان اساتذہ سے فرائض کی کما حقہ ادائیگی کی توقع اور امید رکھیں یہ خام خیال ہے، دیوانے کا خواب ہی اسے کہا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ ذمہ داران اور ماتحت دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، اور عند اللہ مواخذہ سے بچنے کی فکر کریں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

غزل

ڈاکٹر جمیل مانوی

سہارن پور (یوپی)

☆

بوئے غم جب ان شبستانوں سے ہوکر جائے گی
سونے والوں کے لہو میں بجلیاں بھر جائے گی

تم نے کیا سمجھا، ستم سے زندگی مر جائے گی؟
یہ لہو کی بوند ہم کو معتبر کر جائے گی

موت پہرہ دے رہی تھی ہر در و دیوار پر
زندگی کی راہ جس کوچے سے ہوکر جائے گی

ذہن کی پستی سے رفعت کا تصور بھی گیا
اور اب رسوائی دامن سے لپٹ کر جائے گی

ہاں ہمیں تھے قافلہ سالار اے گردِ سفر
راہ بھولے ہیں تو کیا پہچان بھی مر جائے گی؟

ہیں تھکے ماندے، شکستہ دل، مگر بددل نہیں
جب نظر اٹھے گی منظر تا بہ منظر جائے گی

پھر چراغِ جاں جلے گا آندھیوں کے درمیاں
پھر فصیلِ آسماں تک روشنی بھر جائے گی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جامع الشواهد فی دخول غیر المسلم فی المساجد

[مسجد میں غیر مسلموں کا داخلہ]

تصنیف: امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ
ترتیب وتدوین: ابوسلمان شاہجہان پوری

قسط:2

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے یہ معرکہ آراء تحریر ایک خاص پس منظر میں 1919ء میں رانچی میں اپنی نظر بندی کے دوران تحریر فرمائی تھی، جو ۲۵/اپریل 1919ء کو مکمل ہوئی تھی، اسے بیک وقت ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کی دواشاعتوں (مئی۔جون ۱۹۱۹ء)، اور ایک مستقل رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا تھا، اس اولین اشاعت کے بعد مولانا آزاد نے خود اس پر نظر ثانی فرمائی، اور باضابطہ بہت ساری ترمیم وتنسیخ اور حذف واضافہ اور تبدیلی کے بعد اس کا نیا مسودہ تیار کیا، اور ۱۹۲۷ء میں اس کی دوسری اشاعت کا فیصلہ کیا تھا، لیکن یہ تصحیح شدہ اشاعت مولانا کی زندگی میں دوبارہ شائع نہ ہوسکی۔

یہ تصحیح شدہ نسخہ مولانا کی ذاتی لائبریری سے، انڈین کونسل فار کلچرل ریلیشنز نئی دہلی میں منتقل ہوا، اس کی بنیاد پر بعد میں اس کا مرتب متن جناب مسیح الزماں صاحب کی محنت، اور ڈاکٹر عابد رضا بیدار کی توجہ وکوشش سے، خدا بخش لائبریری پٹنہ سے 1993ء میں شائع ہوا۔ اس کی پہلی اشاعت اور تصحیح شدہ نسخہ کی مکمل مطابقت کے بعد نئی تدوین کے ساتھ ماہر ابوالکلامیات جناب ابوسلمان شاہجہان پوری نے 1997 میں اسے ایک تفصیلی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا۔

''مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ'' جیسے اہم موضوع کی افادیت، اور مولانا آزاد کی ایک کمیاب یادگار تحریر کے طور پر (جناب ابوسلمان شاہجہان پوری کی تدوین کردہ یہ اشاعت) قارئین ارمغان کے لئے قسط وار پیش کی جارہی ہے۔ [ادارہ]

فصل سوم

واقعہ وفد ثقیف

اگر یہ کہا جائے کہ اس واقعے سے صرف اہل کتاب کے لیے جواز ثابت ہوتا ہے، نہ کہ غیر اہل کتاب (1) کے لیے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ فتح مکہ کے بعد جب قبیلہ ثقیف کا وفد آیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (۲) نہ صرف مسجد میں آنے دیا، بلکہ بہ حیثیت مہمان کے مسجد ہی (۳) میں ٹھیرایا (۴) اس وقت بھی بعض لوگوں کو اس پر وہی شبہ ہوا تھا، جو آج لوگوں کو ہو رہا ہے اور دنیا میں سمجھ کی طرح ناسمجھی کا ظہور بھی ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ بعض مسلمانوں نے کہا: انزلهم فی المسجد وهم مشركون؟ آپ ان کو مسجد میں ٹھیراتے ہیں حالانکہ وہ مشرک ہیں؟

فرمایا: ان الارض لا تنجس زمین انسانوں کے چھوت (۵) سے ناپاک نہیں ہوجاتی (۶)۔ ابوداؤد اور امام احمد نے عثمان بن ابی العاص سے (جو خود شریک وفد تھے روایت کیا ہے:

"إن وفد ثقيف لما قدموا على النبى صلى الله عليه وسلم انزلهم فى المسجد ليكون ارق لقلوبهم."

اسی روایت کو بہ تغیر بعض الفاظ طبرانی نے بھی اوسط میں لیا ہے اور ابوداؤد نے بہ روایت حسن مرسلاً اس پر اس قدر زیادت کی ہے: ان وفد ثقيف أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فضرب قبة فى المسجد لينظروا الى صلوة المسلمين فقيل له يا رسول الله، انزلتهم فى المسجد و هم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مشرک کون؟ فقال ان الارض لا تنجس إنما ینجس ابن آدم۔

چونکہ صاحب ہدایہ نے اس واقعے سے جواز (۷) پر استدلال کیا ہے، اس لیے اس کی تخریج میں زیلعی نے تمام طرق حدیث جمع کر دیئے ہیں (۸)، اس وقت میرے پاس نہ نصب الرایہ ہے اور نہ حافظ عسقلانی کی دیوانیہ، لیکن اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا، تو عطیہ بن سفیان کی روایت میں ہے: قدم وفد ثقیف فی رمضان فضرب لھم قبۃ فی المسجد) او کما قال) . یعنی یہ وفد رمضان میں آیا تھا۔ پس ان کے قیام کے لیے آں حضرت ﷺ نے ایک خیمہ مسجد نبوی میں نصب کرادیا۔

اس واقعے میں متعدد امور قابل غور ہیں؟

اولاً، جب یہ وفد آیا تو مغیرہ بن شعبہ نے آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے ان کے ٹھیرانے اور خدمت کرنے کا موقع دیا جائے۔ آپ نے فرمایا ان کی خدمت (۹) سے نہیں روکتا لیکن ایسی جگہ ٹھیراؤ جہاں سے قرآن سن سکیں: فقال لا أمنعک ان تکرم قومک ولکن انز لھم حیث یسمعون القرآن (زادالمعاد) اس سے معلوم ہوا کہ (۱۰) مسجد میں ٹھیرانا کسی مجبوری وعذر کی بنا پر نہ تھا بلکہ قصداً ٹھیرایا گیا اور اس کی ایک خاص علت تھی۔ یعنی قرآن پاک کا سنانا (۱۱)۔

ثانیاً، یہ وفد فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں آیا ہے اور یہ وہ وقت ہے کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ أفواجا (۱۲) کا پورا پورا ظہور ہو چکا ہے، پس یہ وقت غلبہ وشوکت کا تھا اور خود وفد عاجزانہ اور مفتوحانہ آرہا تھا۔ یہ بات نہ تھی کہ عجز و درماندگی کی وجہ سے بہ نظر تالیف قلب انھیں مسجد میں ٹھیرادیا۔ (۱۳)

ثالثاً، معلوم ہے کہ اس وفد کے تمام ارکان مشرک تھے اور مشرک بھی أشد شدید اور بغض اسلام میں مشہور وممتاز۔ اس وفد کا سردار ابن عبد یالیل تھا اور اس شخص کا یہ حال ہے کہ ابو طالب کے انتقال کے بعد جب قریش مکہ کا ظلم وجور اس حد تک پہنچ گیا کہ آنحضرت ﷺ کے لیے مکہ میں رہنا بھی دشوار ہو گیا، تو آپ نے طائف کا سفر کیا کہ شاید باہر کے قبائل حق کا ساتھ دیں۔ لیکن جب قبیلہ ثقیف کی بستی میں پہنچے، تو اسی عبد یالیل اور اس کے دونوں بھائیوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ طائف میں دم لینے کی بھی (۱۵) مہلت نہ دی۔ دعوت حق کا یہ جواب ملا کہ " أما وجد اللہ احداً یر سلہ غیرک ؟ کیا خدا کو تمھارے سوا اور کوئی آدمی نہ ملا جسے (۱۶) پیغمبر بنا کر بھیجتا؟'' جب آپ واپس ہوئے تو بستی کے لڑکوں اور غلاموں کو آپ کے پیچھے لگا دیا کہ تضحیک وتحقیر کریں، انھوں نے آپ پر کیچڑ پھینکا اور (۱۷) اس جسم مقدس کو جس کے بقا پر تمام کرہ ارضی کی سعادت وہدایت کی بقا موقوف تھی، پتھروں کی بوچھاڑ سے زخمی کر دیا گیا (۱۸)۔ پیشانی مبارک کا خون بہہ کر پائے مبارک کو رنگین کر رہا تھا اور یہ دعا وِردِ زبان تھی: اللّٰھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین۔ یعنی:

بہ جرم عشق توام می کشند غوغائی است
تو نیز بر لب بام آ کہ خوش تماشائی است

اس کے بعد جنگ ہوازن وثقیف کے جو واقعات پیش آئے، کتب سیرت کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں۔ جنگ ہوازن کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی مدینہ آیا اور مشرف بہ اسلام ہوا، مسلمان ہونے کے بعد تبلیغ حق کے عشق نے چین سے بیٹھنے نہ دیا، آں حضرت ﷺ روکتے رہے اور وہ اپنی قوم کی محبت کے اعتماد پر طائف واپس گیا اور دعوت اسلام شروع کر دی۔ لیکن ثقیف نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ایک دن عین حالت نماز میں شہید کر دیا۔ یہ حال تو اسلام اور اہل اسلام کی عداوت کا تھا، یا شرک و جاہلیت کے جمود وتصلب کا یہ حال تھا کہ جب فتح مکہ کے بعد یہ وفد آیا اور مسجد کے قیام، کلام نبی کی سماعت و جماعت صلوۃ کے نظارے اور آں حضرت کے خلق عظیم کے اسلحۂ محبت سے مسخر ہو کر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام لانے کے لیے آمادہ ہو گیا، تو گو اسلام کی صداقت کا اعتراف تھا، لیکن پھر بھی بت پرستی اور جاہلیت کا کانٹا ذہن سے نہیں نکلتا تھا، چاہتے تھے کہ اپنی شرطیں منوا کر مسلمان ہوں۔ پہلے کہا کہ نماز کی پابندی سے (۱۹) مستثنیٰ کر دیجئے۔ فرمایا: " لا خیر فی دین لیس فیه رکوع " یعنی (۲۰) وہ دین ہی کیا جس میں خدا کے سامنے جھکنے والی پیشانی نہ ہو۔ پھر کہا: اچھا زنا کے بغیر تو چارہ نہیں، ہماری قوم کے لوگ اکثر سفر میں رہتے ہیں۔ فرمایا: انه کان فاحشة وساء سبیلا (۲۱) پھر کہا سود چھوڑنا تو مشکل ہے۔ اور شراب تو ہماری غذا ہے۔ فرمایا:

اتقوا الله وذروا ما بقی من الربا (۲۲) اور رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه (۲۳)۔ جب ان ساری شرطوں میں سے کوئی بھی (۲۴) نہ چلی تو آخر میں کہا (۲۵) اچھا ساری باتیں منظور مگر ربّہ کو (۲۶) ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں ڈھا سکتے۔ ربّہ۔ یعنی دیوی، رب کا مؤنث۔ یہ بات آنحضرت ﷺ نے منظور کر لی (۲۷) اور خالد بن ولید کو چند صحابہ کے ساتھ بھیجا کہ طائف کی دیوی ۲۸) کو منہدم کر دیں۔ حضرت خالد نے مندر کی زمین تک کھود ڈالی، مگر یہ لوگ برابر یہی کہتے رہے کہ دیوی کی بے حرمتی کا وبال آئے گا۔

ان واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ سخت شرک پرست (۲۹) اور اسلام کی عداوت میں کس درجے سخت تھے (۳۰)۔ بایں ہمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (۳۱) مسجد میں ٹھیرایا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ جس قلعہ طائف کو مسلمانوں کی منجنیق چالیس دن تک سنگ باری کر کے بھی فتح نہ کر سکی، اس کے بسنے والوں کے دلوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم، اسلام کی رواداری (۳۲) مسجد کے قیام اور اسلامی عبادت کے نظارے نے چند گھنٹوں کے اندر فتح کر لیا۔ لوہے کی تلوار کو سپر پر روکا جاسکتا ہے، لیکن محبت کی تلوار کے لیے کوئی سپر نہیں:

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعه به مکتب آورد طفل گریز پائے را

مسلم میں بہ روایت حضرت عائشہ ہے کہ آں حضرت ﷺ سے پوچھا: هل اتی علیک یوم کان اشد من یوم احد؟ جنگ احد والے دن سے بھی بڑھ کر کوئی مصیبت وشدت کا دن آپ پر آیا ہے؟ فرمایا: ہاں یوم العقبه اذعرضت نفسی علی ابن عبد یا لیل بن عبد کلال فلم یجبنی الی ما أردت - " وہ دن جب میں طائف گیا اور اعانت وقبول حق کی امید سے اپنی دعوت ابن عبد یالیل کے سامنے پیش کی اور اس نے میری کچھ پروانہ کی۔ وہ دن احد کے دن سے بھی میرے لیے سخت (۳۳) تھا۔ (۳۴) آپ کے اس ارشاد سے اندازہ کرو کہ ثقیف نے آپ کے ساتھ کیسا ظالمانہ و وحشیانہ سلوک کیا تھا کہ اپنی ساری زندگی کے (۳۵) مصائب عظیمہ میں جو دعوت حق (۳۶) کی راہ میں پیش آئے، طائف کی گھاٹیوں والی مصیبت کو اشد فرمایا۔

اسی روایت میں ہے کہ باوجود تمام شدائد کے آپ نے فرمایا تھا: ارجو ان یخرج الله من أصلابهم من یعبد الله وحده لا یشرک به شیئاً یعنی اس پر بھی میں ان لوگوں کے لیے بددعا نہیں کروں گا۔ میں نے صدائے حق کا بیج ڈال دیا ہے (۳۷) آج نہیں تو کل پھل لائے گا (۳۸)۔ غزوہ طائف میں جب قلعہ مسخر نہ ہوا اور مختلف مصالح متقاضی ہوئے کہ حصار اٹھا لیا جائے، تو لوگوں نے کہا:

ادع الله علی ثقیف ثقیف کے لیے اللہ سے التجا کیجئے

فرمایا: اللهم اهد ثقیف وات بهم خدایا ثقیف کے دلوں کو حق کے لیے کھول دے۔

چنانچہ وہی ہوا، جن لوگوں نے پتھر پھینکے تھے خود دوڑے دوڑے آئے کہ حق کے بے پناہ تیروں سے اپنے دلوں کو دو نیم کر دیں، یہ تیران دشمنوں پر کہاں چلائے گئے، میدان جنگ میں، نہیں خدا کی مقدس عبادت گاہ کے صحن میں ضربوا لهم خیمة فی المسجد.

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جن لوگوں نے منجنیق کے پتھروں سے اپنی دیواروں کو بچا لینے کا بندوبست کرلیا تھا وہ ان تیروں سے اپنے دلوں کو نہ بچا سکے۔ عثمان بن ابی العاص راتوں کو چھپ چھپ کر حضرت ابوبکر کے پاس آتے اور قرآن سیکھتے۔ یہ تھا وہ ہدی نبوت اور اسوہ حسنہ رسالت جس نے فھی کالحجارة او أشد قسوه (۳۹) کو بھی موم بنا کر پگھلا دیا۔

اس کے مقابلے میں آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ ان کے ہمسائے اور شریک وطن (۴۰) ان کی مسجدوں میں خود بخود دوڑے آتے ہیں، کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں (۴۱) نماز جنازہ کی صفیں کھڑی ہوتی ہیں تو یہ تسویۂ صفوف کی خدمت خود انجام دیتے ہیں، اپنے ہاتھوں سے پانی دے کر نمازیوں کو وضو کرا دیتے ہیں، جیسا کہ اجمیر میں پیش آیا (۴۲) مسجد کے چبوترہ پر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں کہ ہم سب ایک کے بندے اور ایک ہی گھرانے کے بھائی ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ اس نعمت الٰہی پر سجدہ شکر بجا لانے اور آنے والوں کو اور زیادہ اپنے طرف کھینچنے کی جگہ ناک بھوں چڑھا رہے ہیں کہ ہماری مسجد غیروں کی چھوت سے ناپاک (۴۳) ہو گئی۔

غور کرو۔ پہلے کی کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے، جب حالت میں انقلاب ہوا، تو نتائج میں بھی انقلاب لازمی ہے:

سارت مشرقة وسرت مغرب
شتّان بين مشرق مغرب

حواشی...............

(1) حذف: غیر مسلموں۔ (۲) تبدیلی: ان کو۔ (۳) اضافہ: ہی (۴) حذف: اور چند گھنٹوں کی شرکت مجالس اور کئی دن کے متصل قیام میں جو فرق ہے، وہ ظاہر ہے۔ (۵) تبدیلی: مس و قیام۔ (۶) حذف: اور مسجد زمین و مکان کے ایک مخصوص ٹکڑے ہی کا نام ہے۔ یعنی نجاست، دل کی نجاست اور گندگی، اعتقاد کی گندگی ہے۔ (۷) حذف: دخول (۸) اضافہ: ہیں۔ (۹) حذف: وتکریم - (۱۰) حذف: ان کو (11) یعنی کے بعد کا یہ جملہ اضافہ ہے۔ اس مقام سے یہ جملہ حذف کر دیا گیا: سماع قرآن و نظارہ صلوۃ کما سیاتی بیانہ - (۱۲) قرآن حکیم، سورہ فتح، آیت نمبر ا،۲۔ (۱۳) اضافہ: انھیں مسجد میں ٹھیرا دیا ہو۔ حذف: و اعزاز و تکریم مخالف ان کو ٹھیرایا ہو۔ (۱۴) حذف: وصاحب اسلام اور تصلب فی الشرک والجاہلیۃ میں مشہور و معروف۔ اضافہ: میں مشہور و ممتاز - (۱۵) اضافہ: بھی۔ (۱۶) تبدیلی: جس کو۔ (۱۷) اضافہ: اور - (۱۸) اضافہ: گیا۔ (۱۹) حذف: ہم کو۔ (۲۰) اضافہ: یعنی - (۲۱) قرآن حکیم، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۳۲۔ (۲۲) قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۷۸ - (۲۳) قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۹۰ - (۲۴) اضافہ: بھی - (۲۵) حذف: کہ۔ (۲۶) حذف: تو۔ (۲۷) پہلے یہ جملہ اس طرح تھا: اس بات کو آں حضرت نے منظور کرلیا۔ (۲۸) حذف: کو۔ (۲۹) تبدیلی: بت پرست - (۳۰) تبدیلی: سنگ دل۔ (۳۱) حذف: ان کو (۳۲) تبدیلی: مساحت - (۳۳) تبدیلی بہ لفظ: اشد- (۳۴) یہ عبارت حذف کر دی گئی: تن تنہا، بے یار و مددگار طائف کی گھاٹیوں میں پھر رہا تھا اور ایک انسان بھی نہ تھا جو مجھ پر ہمدردی اور ترس کی نظر ڈالتا - (۳۵) حذف: ان -(۳۶) تبدیلی: دعوت الی الحق - (۳۷) حذف: اور- (۳۸) یہ عبارت حذف کر دی گئی: یہ لوگ اگر بت پرستی پر مٹے ہوئے ہیں تو ان کی نسل سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو حق کو قبول کریں گے اور اللہ کی پرستش کے سوا ان کی کوئی پرستش نہ ہوگی۔ (۳۹) قرآن حکیم: سورہ بقرہ، آیت نمبر ۷۴ (۴۰) اس مقام سے یہ جملہ حذف کر دیا گیا: عشق و محبت کے جوش سے بے خود ہو کر (۴۱) یہاں سے یہ جملہ حذف کر دیا گیا: خود کہتے ہیں کہ ہم بھی تمھارے ساتھ تمھاری نماز پڑھیں گے۔ (۴۲) اضافہ: جیسا کہ اجمیر میں پیش آیا۔ (۴۳) تبدیلی: بے احترام۔ [جاری]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

موجودہ حالات میں منصوبہ بند عصری تقاضوں کی ضرورت اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل

سالم فاروق ندوی ریسرچ اسکالر: ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ

ملک کی موجودہ صورت حال سے اس وقت کون ناواقف ہے؟ ہر روز نت نئے فتنے اپنے سر ابھارنے میں کس قدر عجلت سے کام لے رہے ہیں، غنیم کی ہر چال اس وقت کامیاب ہوتی نظر آرہی ہے اور اس کا ہر داؤں کارگر اور ہر تیر، ہدف کو چھوتا دکھائی دے رہا ہے، بابری مسجد پر رام مندر کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے، گیان واپی مسجد کا کیس اس وقت عدالت میں زیر سماعت ہے، ملک کی ہزاروں مسجدوں پر ہندتوا کی ناپاک نظریں لگی ہوئی ہیں، مسجدوں سے گذر کر اب یہ ناپاک نظریں مدرسوں، خانقاہوں اور درگاہوں تک پہنچ گئی ہیں، ملک بھر کے آثار قدیمہ جو یہاں کی شان بان سمجھے جاتے ہیں، ان کو باوجود تاریخی حقائق وشواہد کے مندروں اور دیوی دیوتاؤں کے پوجا استھانوں کی طرف منسوب کیا جارہا ہے، ان سب میں حیران کن بات یہ ہے کہ ایک طرف ہر طرح کے مضبوط ثبوت کے ہوتے ہوئے بھی حقیقت کا انکار، تو دوسری طرف چند فرضی عرضیاں اور پٹیشن دائر ہونے پر کارروائی شروع کردی جاتی ہے، مسلم معاشرہ کو ہر طرح سے کمزور و ہراساں اور ہدف تنقید بنایا جارہا ہے۔

حد تو یہ ہوگئی ہے کہ نسل نو اور وہ طبقہ جو تعلیم وخواندگی سے نابلد ہے اس کی ذہن سازی کے لئے کچھ تاریخ سے ناآشنا یوٹیوبر سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر تاریخی حقائق کا انکار کرکے جھوٹی اور من گھڑت باتیں (جن کا تاریخ سے دور دور تلک کوئی واسطہ نہیں ہے) بیان کررہے ہیں، اور ناخواندہ طبقہ کی بری ذہن سازی میں لگے ہوئے ہیں، چند سالوں کے بعد یہی ویڈیوز بطور دلائل عدالت میں پیش کی جائیں گی، جن کی بنیاد پر یکے بعد دیگرے فیصلے کئے جائیں گے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے اور یہ وقت نہایت ہی غور وکر سے فیصلہ کرنے کا ہے، ایسے وقت میں ہماری ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ حالات کی نبض کو پرکھ کر صحیح تشخیص کریں اور جو علاج بھی میسر ہو اسے اپنے لئے کارآمد سمجھیں۔

مسلم منافرت کی آڑ میں کوئی ظلم و جور ایسا نہیں ہے جو مسلمانوں پر نہ کیا جارہا ہو، خواہ وہ حجاب، طلاق ثلاثہ، این آر سی، سی اے اے، مسئلہ کشمیر، قضیہ فلسطین سے متعلق ہو یا پھر مسلم جماعتوں و مسلم علاقوں میں وہاں کے مسلم باشندوں کو پریشان کرنا ہو۔ حتی کہ یونیورسٹیز میں زیر تعلیم نو جوانوں تک پر لاٹھیاں چلانا، بلاثبوت ایف آئی آر درج کرکے اپنے اقتدار کا نشہ دکھایا جارہا ہے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پروٹیسٹ پر یک طرفہ کارروائی کی گئی ہے جبکہ وہ لوگ حقوق انسانی کی حفاظت اور مظلوم فلسطین کے لیے پرامن یکجہتی کا مظاہرہ کررہے تھے اور اپنی اس اظہار رائے کے لیے میدان میں اترے تھے جس کی انہیں یہاں کے آئین نے اجازت دی ہے؛ لیکن :

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت
نہیں کام آتی دلیل اور حجت

اب اگر کوئی چلائے تو چلائے، ہمیں فرق پڑنے والا نہیں، ہمیں جو کرنا وہ کریں گے، ناگفتہ بہ حالات حدود سے اس قدر تجاوز کرچکے ہیں کہ اذان سے بڑھ کر نماز تک پر پابندیاں عائد کرنے کی باتیں کی جارہی ہیں، مسلم پرسنل لا کو ختم کرکے یکساں سول کوڈ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے نفاذ کی بات ہی نہیں بلکہ تیاری عمل میں آچکی ہے۔نفرت کا سیلاب بلاخیز اس حد تک سر چڑھ گیا ہے کہ اب اسکول ٹیچر ہوں یا ٹرین کے محافظ ہر شخص اس میں ڈوب رہا ہے، مذہبی منافرت پھیلانے اور مسلم اقلیتوں کے خلاف تشدد پر اکسانے کے لیے اظہار رائے کی آزادی کا بے دریغ استعمال کیا جارہا ہے۔ اسلام مخالف ذہنیت اس قدر زور پکڑتی جارہی ہے کہ میڈیا سینٹرز سے لے کر عام مزدور بھی فلسطینیوں پر ہونے والے اسرائیلی جابرانہ و ظالمانہ حملوں کی برملا حمایت کررہے ہیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ پوری دنیا،خصوصا ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی سے منسوب کیا جارہا ہے جبکہ اسلام کا دہشت گردی اورانتہاپسندی سے کوئی تعلق نہیں، اسلام محبت،اعتدال اوررواداری کا مذہب ہے۔

ہندوستان میں مسلم منافرت کا جو سیلاب اس وقت بڑی تیزی سے بڑھ رہاہے، اسے دیکھ کر تو لگتا ہے کہ یہ چندسالوں میں کسی نہ کسی بھاری بھرکم شئی کو اپنے ہمراہ بہالے جائے گا خواہ وہ اقتصادیات سے تعلق رکھتی ہو یا معاشرت سے، کیونکہ اس منافرت کے پس پردہ کوئی بڑا معمہ کارفرما ہے جو جلد ہی اپنا سر ابھارے گا اور پورے ملک کو اپنی چپیٹ میں لے لے گا۔فرقہ واریت ایک ایسا اژدہا ہے جو ہر کسی کو نگلنا چاہتا ہے، تجزیہ نگاروں کا ماننا ہے کہ کوئی بھی نظریہ، یا سیاست اور حکومت جو ملک کے تمام شہریوں کو برابری کی سطح سے نہ دیکھتی ہو وہ کسی بھی حال میں قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔منافرت اور تفریق پر مبنی نظام کسی ایک برادری کو نہیں اجتماعی طور پر پورے ملک کو نقصان پہنچاتا ہے۔کلّیہ یہی ہے کہ نفرت سے نفرت ہی جنم لیتی ہے۔اس لئے یہ وقت حکمت عملی کے ساتھ کام کرنے کا ہے کوئی بھی اقدام نہایت دور اندیشی وحکمت عملی سے اٹھایا جائے، کوئی بھی فیصلہ دوررس نتائج کو سامنے رکھ کر لیا جائے، اوراسی کے ساتھ اپنی ذمہ داری سمجھ کر سرگرم عمل رہا جائے۔

جن میں سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ موجودہ حالات میں ہماری سب ملی تنظیموں کا ایک متحدہ وفاق ہو۔ پروپیگنڈا چینلوں کا جواب دینے کے لئے انگریزی، ہندی زبانوں کے علاوہ علاقائی زبانوں میں مدلل جواب دینے والے نیوز چینلز ہوں۔ہم مساجد کے کردار کو مثالی بنائیں۔ دعوتِ دین، اورامت کی ذہنی و فکری آبیاری کا کام کریں، مساجد کو کمیونٹی سینٹر بنائیں۔یتیم ،مسکین و بے سہارا لوگوں کے لیے راحت سینٹرز، اجتماعی زکوٰۃ وصدقات کا نظام وغیرہ قائم کیا جائے، حتی کہ نکاح کی تقریب بھی مساجد میں منعقد کرائیں تاکہ شادی کے موقع پر ہونے والی خرافات سے محفوظ رہا جاسکے۔ یہی مسجد نبوی کی خصوصیت تھی، لہٰذا اپنی مساجد کو مسجد نبوی طرز پر ڈھالیں۔

اسی طرح اپنی تاریخ کی حفاظت کے لئے قلمی دستاویز تاریخ کی شکل میں تیار کی جائیں، تاکہ کل وہ مسخ شدہ تاریخ جو آج رقم کی جارہی ہے پیش کی جائے گی، تو اس وقت کف افسوس ملنے کے بجائے ہماری نسلوں کے پاس ایک مرتب شدہ تاریخ موجود ہو،نسل نو کو بھارتی آثار قدیمہ کا صحیح تعارف اور اس کی تاریخ بتائی جائے، حقوق کے حصول میں کسی بھی طرح کا سمجھوتہ نہ کیا جائے،اسی طرح آئین نے جو اپنے حقوق کے لئے آواز اٹھانے اور حقوق کا مطالبہ کرنے کے اختیارات دئے ہیں آئین کی حد میں رہ کر ان کا استعمال کیا جائے۔

احساس کمتری، خاموشی، بدزبانی، مخاصمت، تصادم، دل ہی دل میں کڑھنا، دوسرے کو کم عقل سمجھنا، ہمارے مسائل کا حل نہیں۔ جہاں ایک دانشور نے بات ختم کی ہے ہمیں اس سے آگے کی بات کرنے کا فن سیکھنا ہوگا۔اس کے ساتھ ساتھ ہر ریاست میں ایک ''تھنک ٹینک' کی تشکیل دی جائے تاکہ وہ عوام اور قائد کے درمیان رابطہ رکھے اور دانش مندانہ مشوروں ومنصوبوں پر عمل کرے۔ یہ تھنک ٹینک اور قائد ملک کی اہم سیکولر شخصیات اور سیاسی وسماجی تنظیموں کے ساتھ مضبوط رابطہ بنائے رکھے۔ یہ بات

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کلی طور پر عیاں ہے کہ ہندوستان میں ہم سیکولر طاقتوں کے ساتھ مل کر ہی اپنی حکمت عملی کے ساتھ متعصب، فرقہ پرستوں اور فسطائی قوتوں کے مسلم مخالف منصوبوں اور سازشوں کی تیز دھار کو کند کر سکتے ہیں۔

بھارت کی قدیم تاریخ کا گہرائی و گیرائی کے ساتھ مطالعہ کریں، تاکہ جو تحریف اس وقت تاریخ میں کی جا رہی ہے ہم اس کا صحیح ادراک کر سکیں۔ اپنا سیاسی نیٹ ورک مضبوط بنائیں، گرام پنچایت کی سطح سے لے کر اسمبلی و پارلیمانی سطح تک افراد تیار کریں اور ان کو اعلی عہدوں پر فائز کریں، عصری تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنے وجود کو ملک کے لئے مفید ثابت کریں کہ ہم میں کچھ ماہر انجینئر، ڈاکٹر، سائنس دان اور ماہرین علوم وفنون ایسے ہوں جو پورے ملک اور ملت کی بلا تفریق خدمت کر سکیں، لیکن اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ یہ افراد ساتھ میں دینی ذہن کے حامل ہوں۔ ہمارا کوئی بھی منصوبہ موجودہ سیاسی منظر نامہ کو سامنے رکھ کر تیار کیا جائے۔ اس وقت کی رسہ کشی اصلا ہندو مسلم فریق کے طور پر نہیں اور مسجد مندر کے جھگڑے کے طور پر بھی نہیں، اصلا اختلاف سیاست کی وجہ سے ہے، اور اسی کی روٹیاں سینکنے کے لیے برسر اقتدار جماعتیں منافرت کا ماحول گرم کرتی ہیں۔ ہمیں اپنے اندر فکری تبدیلی لانی ہوگی۔ اختلاف رائے کے ساتھ صحت مند ضابطوں کے تحت آگے بڑھنا ہوگا۔ ملک کے جو حالات ہیں وہ نئے نہیں، قوم اس سے بُرے حالات میں ثابت کر چکی ہے کہ وہ وقت سے نپٹنے کا ہنر جانتی ہے۔ اُمید ہے کہ جذباتیت کے بجائے مثبت اور فکری رُخ اپنانے سے، نتائج قوم وملّت کے حق میں بہتر طور پر ظاہر ہوں گے۔

اس لئے برادران وطن میں اسلام کی دعوت کا ہدف پورا کریں، اپنا سیاسی نیٹ ورک مضبوط کریں، نوجوانوں کو ذہنی، فکری و جسمانی طور پر تیار کریں اور ملک وملت کی خدمت کا جذبہ ان میں پیدا کریں، ہمدردی، ایثار اور محبت کو فروغ دیں، ریلیف کے کاموں کو عام کریں، دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کو ادا کرنا اپنا فرض سمجھیں، اگر ہم اپنا فرض منصبی ادا کرنا شروع کر دیں تو یہ نفرت و بغاوت کا تیور محبت و مودت میں بدل سکتا ہے، اپنے عمل کے ذریعہ اسلام کا سچا پیغام لوگوں تک پہنچائیں، برادران وطن اور پڑوسیوں کے سامنے اسلامی اخلاق و کردار کی وہ تصویر پیش کریں جو مسلمانوں کی حقیقی تصویر ہے، جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہے؛ تاکہ ان کے ذہن کو جس گندگی سے بھرنے کی کوشش ہو رہی ہے اس کا عملی توڑ ہو سکے۔ برادران وطن کے ذہنوں میں جو غلط فہمیاں اس وقت بھر دی گئی ہیں ان کو ختم کرنے کی کوششیں کریں، محبت، ہمدردی، امن وسلامتی کا پیغام عام کریں۔ نفرت کے اس تند و تیز سیلاب کو روکنے کے لئے زمینی سطح پر مضبوطی کے ساتھ کام کیا جائے، بچوں کی اعلی اور معیاری تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے، تاکہ یہی بچے بڑے ہو کر ملک کا مستقبل بن سکیں، بچیوں کی دینی و عصری تعلیم کا بندوبست معیاری طریقہ پر کیا جائے تاکہ ارتداد سے بچیوں کو محفوظ رکھا جا سکے۔ تعلیمات الٰہیہ و نبویہ پر دل جمعی و فخر کے ساتھ کھڑے ہوں، اور زندگی کے ہر شعبہ کو اسلامی اصولوں پر گزاریں۔ اپنے آپسی اختلافات کو محبت میں بدلیں، مسلکی جھگڑے، فرقہ واریت سے گریز اور گروہ بندی و جماعت بندی سے احتراز کیا جائے۔

اللہ کے دین پر، اس کے نظام پر، اس کی شریعت پر، اس کے احکام پر عمل کی پابندی کی جائے، اللہ کی بات ماننا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننا، مضبوطی کے ساتھ اللہ کے دین پر عمل کرتے رہنا، قرآن وحدیث کے دامن کو ہر حال میں تھامے رہنا۔ آپس میں جھگڑا نہ کرنا، نزاع، تفرقہ، اور بغض وحسد، کینہ و کپٹ سے دور رہنا، یہ سب قرآن کریم کی تعلیمات ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ہماری ذمہ داری ہے۔ رائے کے اختلاف میں کوئی حرج نہیں، غور وفکر کے نتائج میں فرق ہو، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ایک

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دوسرے کی عزت برقرار رکھی جائے، ایک دوسرے سے محبت کی جائے، ہر بڑے کا ادب کیا جائے، ہر چھوٹے پر شفقت کی جائے، سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کے رہا جائے، مسلک اور فکر کے اختلاف کو جھگڑوں اور مخاصمت کا سبب نہ بنایا جائے، افسوس کی بات ہے کہ ہم خود کو قرآن کا حامل بتاتے ہیں لیکن قرآن کی اسٹریٹجی کو بھولے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم تو اہل کتاب کو بھی ساتھ لے کر چلنے اور جن باتوں میں ہم آہنگی پائی جائے ان کو بیس بنا کر ڈسکشن کی دعوت دیتا ہے۔

لیکن حیرت ہے کہ ہم اپنے مسلکی اختلاف کو ایمانی اختلاف سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ جزوی اختلاف کو بنیادی اختلاف سے بھی اوپر سمجھتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں عصبیت، گروہ بندی اور فرقہ واریت جنم لیتی ہے، چنانچہ اس سے احتراز کریں۔ ہم ایک نبی کے پیروکار ہیں، اس کے امتی بن کر متحد رہیں۔ اتحاد کی طاقت ہی وہ طاقت ہے جو تمام تر مخالف ہتھیاروں اور طاقتوں کو کمزور بنا سکتی ہیں، حسن تدبیر ایسا مضبوط ہتھیار ہے جو تیر و تفنگ کو مات دے سکتا ہے۔ آج جو ہمیں بگڑتے حالات دکھائی دے رہے ہیں یہ ظالموں کی ناکارہ چالیں ہیں، جو جلد ہی ٹوٹ کر بکھر جائیں گی۔ کفر کی سرشت میں اللہ تعالیٰ نے تفریق و رسوائی رکھی ہے، جو ایک نہ ایک دن ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اسلام آخر اسلام ہے جس کی فطرت میں عزت و سربلندی اور اتحاد کو پنہاں کیا گیا ہے، خدائے واحد کی ایک چال ہی ظالموں کے تمام تر مکر و فریب کو پانی بنانے کے لئے کافی ہے۔ بس ہمیں چاہیے کہ اپنا احتساب کرتے رہیں، اور اپنی ذمہ داریاں اسلامی اقدار کی پاسداری کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم شیطانی چالوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

غزل

جناب سرفراز بزمی
سوائی مادھوپور (راجستھان)
9772296970

☆

معتبر، محفوظ تر، اک دیدہ ور ہوتے ہوئے
سب سے رستہ پوچھتا ہوں راہبر ہوتے ہوئے

جانے کتنے قافلوں میں بٹ گیا اک قافلہ
ایک منزل، ایک رستہ، اک سفر ہوتے ہوئے

آہ جیسے میں بھی کوئی ناقۂ صحرا ہوں جو
پیاس سے مرتی ہے پانی پیٹھ پر ہوتے ہوئے

چھوٹ کر بھی کیا اثر تھا حلقۂ صیاد کا
اڑ نہیں پائے پرندے بال و پر ہوتے ہوئے

عرش کے مالک ہوئے جو کل تلک تھے فرش پر
خاک میں سب عظمتیں زیر و زبر ہوتے ہوئے

آسرا ان کی محبت کا ہمیں، جن کے تئیں
گنبدِ بے در میں دیکھے ہم نے در ہوتے ہوئے

چھوڑ کر اس در کو بزمیؔ کیوں کہیں جائیں گے ہم
کیوں کسی کے در پہ جائیں ان کا در ہوتے ہوئے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

سعد ادریس ولی اللہی

کم عمر بچوں کی شادی اوران کے حقوق پر سمپوزیم

ندوۃ العلماء کے علمی وتحقیقی شعبہ مجلس تحقیقات شرعیہ کی جانب سے کم عمری کی شادی: شریعت اور ملکی قوانین کے موضوع پر انیسواں مسلم فیملی لا لکچر سریز کا انعقاد عمل میں آیا، جس میں چائلڈ پروٹیکشن اکسپرٹ اور جونائیل کورٹ کے ریٹائرڈ جج مجسٹریٹ محمد حسن زیدی نے کم بچوں کی شادی اوران کے حقوق کے موضوع پر لکچر دیا، جبکہ مولانا منورسلطان ندوی نے کم عمری کی شادی سے متعلق شرعی نقطہ نظر کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا، پروگرام کی صدارت کرتے ہوئے مولانا عتیق احمد بستوی نے کہا کہ آج ہم لوگ کم عمری کی شادی پر گفتگو کررہے ہیں، حالانکہ اب صورت حال یہ ہے عمرزیادہ ہونے کے بعد شادی کا رجحان بہت زیادہ بڑھ رہا ہے، اب بچوں کی شادی اس وقت ہونے لگی ہے جب وہ روزگار سے وابستہ ہوجائیں، کمانے کے بعد شادی کرنے کے رجحان کیوجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہورہے ہیں، اس لئے اس مسئلہ پر بھی غورکرنے کی ضرورت ہے، مولانا نے مزید کہا کہ اسلام میں کمزورطبقات خصوصا بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور قیدیوں سے متعلق جو تعلیمات ہیں ہمیں ان سے بھی واقف ہونا چاہیے، عام طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام میں عورتوں کوحقوق نہیں دئے گئے ہیں، حالانکہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے، کمزوروں کے جس قدر حقوق اسلام میں ہیں اتنے کہیں بھی نہیں ہیں، مگر ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم نے ان تعلیمات سے دنیا کو واقف کرانے کی کوشش نہیں کی ہے۔

مولانا منورسلطان ندوی رفیق علمی مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء نے کم عمری کی شادی کے بارے میں شرعی نقطہ نظر کے موضوع پر تفصیلی مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے نکاح کے مقاصد، نکاح کرانے کا اختیار، چھوٹے بچوں کے نکاح میں خیار بلوغ، جیسے بہت سے گوشوں کا احاطہ کیا، انہوں نے بتایا کہ اسلام میں شادی کے لئے کم سے کم عمر متعین نہیں ہے، شریعت میں بالغ ہونے کے بعد نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، البتہ بالغ ہونے سے پہلے بھی گارجین کسی مصلحت کی بناء پر اس کی شادی کرنا چاہیں، تو شریعت میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے، انہوں نے مزید بتایا کہ یہ گنجائش اس لئے ہے کہ بسا اوقات بچوں کا مفاد اسی میں ہوتا ہے کہ کم عمری میں ہی اس کا نکاح کرادیا جائے۔ انہوں نے مختلف اعداد وشمار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں میں کم عمری کی شادی کا رجحان دیگر اقوام میں مقابلہ میں بہت کم ہے، اس لئے یہ تاثر دینا کہ مسلمانوں میں کم عمری کی شادی زیادہ ہوتی ہے حقیقت کے خلاف ہے۔

چائلڈ ویلفیر کمیٹی کے سابق مجسٹریٹ اور قانون کے موضوع پر کئی اہم کتابوں کے مصنف محمد حسن زیدی نے کم بچوں کے حقوق کے موضوع پر اپنا قیمتی لکچر پیش کیا، انہوں نے خاص طور پر بچوں کے تحفظ کے حوالے سے جو قوانین ہیں، ان کا تذکرہ کرتے ہوئے بچوں کے حقوق کی پامالی کو روکنے کی کوششوں، اور اس سلسلہ میں ملکی قوانین کی تفصیلات بیان کیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد نصر اللہ ندوی نے پروگرام کی نظامت کرتے ہوئے مجلس تحقیقات شرعیہ کی سرگرمیوں کا تعارف کرایا، اس پروگرام میں ریٹائرڈ جج ایس ایم حسیب، ایڈوکیٹ کیف ایڈوکیٹ اسامہ ادریس ندوی کے ساتھ دیگر وکلاء، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اساتذہ اور شعبہ اختصاص کے طلبہ شریک ہوئے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: سنتے ہیں کہ جو کوئی جمعہ کے دن مر جائے اس کو عذاب قبر نہیں ہوتا کیا یہ صحیح ہے؟

ج: بعض احادیث میں آتا ہے کہ جس مسلمان شخص کا جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو انتقال ہوجائے تو وہ قبر کے فتنہ اور آزمائش اور حساب وکتاب سے محفوظ رہتا ہے، اور اسے شہید کے برابر اجرو ثواب ملتا ہے، اسی لیے علماء نے جمعہ کے دن کے موت کو سعادت و خوش بختی والی موت قرار دیا ہے۔ باقی قبر کی یہ آزمائش فقط جمعہ کے دن ہٹائی جاتی ہے یا تا قیامت تو اس کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں کہ صرف جمعہ کے دن یہ عذاب قبر اٹھا دیا جاتا ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ تا قیامت ان سے قبر کا عذاب ہٹا دیا جاتا ہے اور اللہ کی رحمت سے یہی امید رکھنی چاہیے کہ یہ تا قیامت عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور ہمیشہ راحت و آرام کے ساتھ رہے گا۔ اور اگر کوئی گناہ گار اور غیر مسلم جمعے کے دن یا رمضان المبارک میں مر جائے تو صرف جمعہ اور ماہ مبارک کے احترام میں جمعہ یا رمضان المبارک کے اختتام تک عذاب قبر سے محفوظ رہے گا، اور جمعہ یا رمضان کے بعد پھر اسے عذاب ہوگا۔

مصنف ابن عبدالرزاق میں ہے:

عن ابن شهاب، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من مات ليلة الجمعة، أو يوم الجمعة، برء من فتنة القبر، أو قال: وقي فتنة القبر، وكتب شهيدا۔"

عن عبد الله بن عمر وعن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "برء من فتنة القبر".

(کتاب الجمعة، باب من مات یوم الجمعة، ج:3، ص:550، ط: دار التاصیل) مستفاد از فتاوی دار العلوم بنوری ٹاؤن)

س: جو امام سگریٹ؛ حقہ یا بیڑی پینے کا عادی ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

ج: تمبا کو اگر مضر صحت اور نشہ آور نہ ہو تو اگر چہ استعمال کی گنجائش ہے تاہم بچنا بہتر ہے، سگریٹ نوشی وغیرہ بھی بلاضرورت (شوقیہ) مکروہ تنزیہی ہے، ان چیزوں کی عادت لگنے سے منھ سے بدبو آنے لگتی ہے اور پھر اس سے نمازیوں کو اور فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے اس لیے ان چیزوں سے بچنا چاہئے بالخصوص امام کو احتراز کرنا چاہئے، نماز اگر چہ ایسے امام کے پیچھے ہوجاتی ہے۔

س: شادی ہال بنانا اور اس کی کمائی کیا جائز ہے؟

ج: شادی ہال بنانا اور اس کا کرایہ وصول کرنا بذاتِ خود جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں کہ یہ نکاح کی تقریب کی انجام دہی کے لئے بنایا گیا ہے۔

البتہ آجکل کے ماحول کے مدنظر شادی ہال کی انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ شادی ہال میں خود ایسے انتظامات نہ رکھے جو شرعاً ممنوع ہیں، مثلاً موسیقی ناچ گانا وتصویر سازی وغیرہ کی سہولت، نیز شادی، ولیمے، جلسوں وختم قرآن کی محفلوں میں بھی غیر شرعی کام انجام دینے کے لئے نظم کرنے سے خود احتراز کرے اور ممکنہ حد تک دوسروں کو بھی روکے مثلاً میوزیکل کنسرٹ وغیرہ نہ لگائے، بالفرض اگر وہاں کوئی ناجائز تقریب رکھی گئی یا ناجائز اشیاء کے انتظامات مہیا کیے گئے تو جو لوگ اس کا نظم کریں گے اس کا گناہ ان پر ہوگا۔ ہاں اگر شادی ہال میں مالک خود غیر شرعی امور کی انجام دہی کے لئے نظم کرتا ہے تو یہ آمدنی حلال نہ ہوگی۔ اور اس قسم کے کاروبار کے جواز کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

شیطانی وسوسوں سے نکلنے کا آسان نسخہ

ایک دفعہ ان کے پاس ایک طالب علم آیا جو بہت دنوں تک ان سے دینی علوم سیکھتا رہا، پڑھنے کے بعد جب وہ اپنے وطن واپس جانے لگا، تو وہ بزرگ اس سے مخاطب ہوکر کہنے لگے:

’’میاں ایک بات بتاتے جاؤ‘‘۔

وہ کہنے لگا:’’دریافت کیجئے، میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔‘‘

وہ کہنے لگے:’’یہ تو بتاؤ، کیا تمہارے یہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟

وہ کہنے لگا:’’حضور شیطان کہاں نہیں ہوتا، شیطان تو ہر جگہ ہوتا ہے۔‘‘

انہوں نے پوچھا:’’اچھا بتاؤ، اگر تم نے خدائے تعالیٰ سے دوستی لگانی چاہی اور شیطان نے تمہیں ورغلا دیا، تو تم کیا کروگے؟

اس نے کہا:’’میں شیطان کا مقابلہ کروں گا۔‘‘

کہنے لگے:’’فرض کرو تم نے شیطان کا مقابلہ کیا اور وہ بھاگ گیا تم نے پھر سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے جدوجہد کی اور پھر تمہیں شیطان نے روک لیا، تو کیا کروگے؟‘‘

اس نے کہا:’’میں پھر مقابلہ کروں گا۔‘‘

وہ کہنے لگے:’’اچھا مان لیا، تم نے دوسری دفعہ بھی اسے بھگا دیا، لیکن اگر تیسری دفعہ وہ پھر تم پر حملہ آور ہوگیا اور اس نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف بڑھنے نہ دیا، تو کیا کروگے؟‘‘

وہ کچھ حیران سا ہوگیا، پھر کہنے لگا:’’میرے پاس سوائے اس کے اور کیا علاج ہے کہ میں پھر اس کا مقابلہ کروں۔‘‘

وہ کہنے لگے:’’اگر ساری عمر تم شیطان سے مقابلہ ہی کرتے رہوگے، تو خدا تک کب پہنچوگے۔‘‘

.... وہ لاجواب ہوکر خاموش ہوگیا۔

اس پر اس بزرگ نے کہا:’’اچھا یہ تو بتاؤ، اگر تم اپنے کسی دوست سے ملنے جاؤ، اور اس نے ایک کتا بطور پہرہ دار رکھا ہوا ہو، اور جب تم اس کے دروازہ پر پہنچنے لگو، تو وہ تمہاری ایڑی پکڑ لے، تو تم کیا کروگے؟‘‘

وہ کہنے لگا:’’کتے کو ماروں گا اور کیا کروں گا۔‘‘

وہ کہنے لگے:’’فرض کرو تم نے اسے مارا اور وہ ہٹ گیا، لیکن اگر دوبارہ تم نے اس دوست سے ملنے کے لئے اپنا قدم آگے بڑھایا اور پھر اس نے تمہیں دوبارہ آ پکڑا، تو کیا کروگے؟‘‘

وہ کہنے لگا:’’میں پھر ڈنڈا اٹھاؤں گا اور اسے ماروں گا۔‘‘

انہوں نے پوچھا:’’اچھا تیسری بار پھر سے وہ تم پر حملہ آور ہو گیا تو تم کیا کروگے؟‘‘

وہ کہنے لگا:’’اگر وہ کسی طرح باز نہ آیا، تو میں اپنے دوست کو آواز دوں گا کہ ذرا باہر نکلنا، یہ تمہارا کتا مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتا، اسے سنبھال لو۔‘‘

وہ کہنے لگے:’’بس یہی گُر شیطان کے مقابلہ میں بھی اختیار کرنا، اور جب تم اس کی تدابیر سے بچ نہ سکو، تو پھر اپنے خدا سے ہی کہنا کہ وہ شیطان کو روکے اور تمہیں اپنے قریب بڑھنے دے۔‘‘

رب کریم کا فرمان ہے:

ان الذین اتقوا اذامسّھم الشیطان تذکروافاذا ھم مبصرون۔

ترجمہ: یقیناً جو لوگ متقی ہیں جب انھیں کوئی خطرہ شیطانی لاحق ہوتا ہے تو وہ یاد الٰہی میں لگ جاتے ہیں جسے یکا یک انھیں سوجھ آجاتی ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے بزرگوں اور اطبائے روحانی کا قرآنی ذوق علاج، حکیم الامت مجدد ملت حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہ نے ہم جیسے عزیمت سے محروم کمزور اور کم ہمت لوگوں کے نفس وشیطان کے چنگل اور گناہوں کی دلدل سے نکلنے کا ایک تیر بہ ہدف اور بالکل آسان نسخہ ارشاد فرمایا ہے:

عشا کے بعد دو رکعت صلوۃ التوبہ اور صلوۃ الحاجۃ پڑھ کر، بندہ اپنے گناہوں پر ندامت اور شرمندگی کا اظہار کرکے، اپنی بے بسی اور نفس وشیطان کے مقابلے میں اپنی مغلوبیت کا شکوہ، اپنے کریم رب سے کرکے، نفس وشیطان کے غلبہ اور گناہوں کی غلاظت سے بچانے اور نکالنے کی چند منٹ دعا کرے۔

کاش ہم مسلسل فسق وفجور اور گناہوں کی غلاظت سے نکلنے کے لئے، اس سہل اور آسان نسخۂ شفا سے فائدہ اٹھائیں۔

مولانا محمّد کلیم صدیقی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371